خُدا دُعا کا جواب دیتا ہے

God Answers Prayer

ا۔ خُدا سے چیزیں پانا

"کیا دو پیسے کی پانچ چڑیاں نہیں بکتیں؟ توبھی خُدا کے حضور اُن میں سے ایک بھی فراموش نہیں ہوتی۔۔۔ ڈرومت، تمہاری قدر تو بہت سی چڑیوں سے زیادہ ہے۔" (لُوقا 12:6-7)

یہ صفحات زیادہ تر دُعا کے صرف ایک پہلو یعنی درخواست کو ہی مکمل طور پر اُجاگر کریں گے۔ اس میں میری ذاتی گواہی ہے کہ میرا آسمانی باپ میرے روزمرہ کے بحرانوں کے بارے میں میری درخواستوں کو کیسے پورا کرتا ہے اور میرے لئے اس کی کیا اہمیت ہے۔

ایک بار ایک ممتاز مسیحی دانشور جنہوں نے ''دی سنڈے اسکول ٹائمز'' میں کچھ گواہیاں پڑھیں تھیں، مجھ سے کہا، ''خدا سے چیزیں حاصل کرنے پر زور دینا جیسا کہ آپ کرتے ہیں دُعا کو بہت زیادہ مادی بنا دیتا ہے۔'' مگر میرے نزدیک یہ سچ نہیں ہے خدا میرا باپ ہے اور میں اُس کا بیٹا/بیٹی ہوں۔ جب میرا بچہ سردی میں، بھوک میں، بیماری میں، پریشانی میں مجھے تلاش کرتا ہے اور اسے میری ضرورت ہوتی ہے تو ایسے ہی ہمارا آسمانی باپ ہے۔

دُعا کو بہت سے مقامات پر انسان کے بنائے ہوئے اُصولوں نے روک رکھا ہے مجھے مکمل طور پر یقین ہے کہ دُعا کے بارے میں خدا کی مرضی یہ ہے کہ وہ سادہ اور فطری ہو اور ہماری رُوحانی زندگی کا مستقل حصہ ہو جیسے کہ ایک بچے کا اپنے گھر میں اپنے ماں باپ کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اور اس وسیع تعلق کا ایک حصہ مانگنا اور حاصل کرنا ہوتا ہے، اُسی طرح ہم لوگ اپنے آسمانی باپ کے ساتھ بھی تعلق رکھتے ہیں۔

تاہم، شاید ہمارے مانگنے اور خدا سے حاصل کرنے میں سب سے بابرکت پہلو ایمان کی مضبوطی میں پوشیدہ ہے جو اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب ہماری کوئی درخواست منظور ہو جاتی ہے۔ خُدا جو کچھ کرتا ہے اُس کی گواہی دینے سے زیادہ مددگار اور متاثر کن اور کیا ہے؟ جیسا کہ ان واقعات کو لکھتے ہوئے ماضی کو یاد کیا ہے۔ تو قیمتی یادوں میں سے ایک شام کی گواہی ہے جب ہمارے گھر میں بہت سے دوست جمع تھے تو گفتگو دُعا کے جواب کی طرف مُڑ گئی اور دو گھنٹے سے زیادہ ہم اپنی ذاتی زندگی میں خُدا کے شاندار کاموں کے بارے میں بیان کرتے

رہے اور اُس شام کی مٹھاس آج بھی میرے ایمان کو تر و تازہ کرتی ہے۔

خدا کے ایک خادم نے ایک بار مجھ سے کہا کیا یہ ممکن ہے کہ پوری کائنات کا بنانے والا عظیم ترین خدا جو ہر چیز پر حاکم ہے وہ آپ کے کہنے کے مطابق چھوٹی چھوٹی چیزوں پر توجہ دے گا یا ان میں دلچسپی لے گا؟ میرے نزدیک تو یہ بہت ہی مضحکہ خیز ہے!''

میں نے کہا کہ خداوند یسوع نے کیا فرمایا تھا، تمہارے سر کے بال بھی گنے ہوئے ہیں۔اور ''ایک چڑیا بھی خدا کی نظر سے اوجھل نہیں۔'' اور مزید یہ فرمایا کہ ''تمہارا آسمانی باپ تمہارے مانگنے سے پہلے جانتا ہے کہ تم کن چیزوں کے محتاج ہو۔'' یہ بات سو فی صد سچ ہے کہ ''خدا کسی قدرت کے سامنے کوئی کام بھی بڑا نہیں'' اور یہ بھی اُسی طرح سچ ہے کہ اُس کی محبت کے سامنے کوئی بھی کام چھوٹا نہیں!''

جب ہم خدا کے کلام کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ ڈین کرافورڈ نے اس کے بارے میں بہت خوبصورتی سے مزید بیان کیا ہے کہ ''جو برفانی تودوں کو صاف کرتا اور پینے والی چکی کو اناج فراہم کرتا ہے وہ چھوٹی لومڑی کے رونے کو بھی سنتا اور برفانی تودوں کے بھائو کو رُخ مہیا کرتا ہے تاکہ وہ کار آمد چیزوں کو پیس نہ ڈالیں!''

خدا کی طرف سے زندگی کی ہر ہنگامی صوتحال میں مدد کے بارے میں میری سلیسر نے ایک بہترین گواہی دی جب ان سے پوچھا گیا کہ ان کے نزدیک دُعا کیا ہے۔تو انہوں نے کہا کہ ''میری زندگی دُعاؤں کے جواب سے بھری ہوئی ایک کتاب ہے۔ جس میں جسمانی صحت، ذہنی پریشانی، راہنمائی انجیل کے پھیلاؤ، وقت پر خوراک کی فراہمی، اور ہر اس بات کے لئے دعاؤں کا جواب ہے جو میری زندگی اور خدمت میں درکار تھیں۔اور میں گواہی دیتی ہوں کہ میں حیرانگی اور شکرگزاری سے یہ ایمان رکھتی ہوں کہ خدا دعاؤں کا جواب دیتا ہے۔میں جانتی ہوں خدا ہر دعا کا جواب دیتا ہے۔'' پھر ان سے سوال پوچھا گیا کہ ''کیا خدا نے ہمیشہ آپ کو وہ دیا جو آپ نے مانگا؟ ارے ہرگز ایسا نہیں! ایسا کرنا خدا کے رحم کے خلاف ہے یہ

بڑی بے رحمی ہوتی۔ مثال کے طور پر جب میں ایک جوان لڑکی تھی تو تین برس تک ایک بات کے لئے دعا کرتی رہی مگر پھر خدا نے مجھ پر مکمل طور پر واضح کیا کہ میں اس کی مرضی کے خلاف مانگ رہی ہوں۔ تب میں نے فوراً اپنی مرضی کو رَدّ کیا اور کچھ ہی مہینے میں خُدا نے مجھے وہ کچھ دیا جو ابدی طور پر میرے لئے بہترین تھا۔ کیونکہ اگر وہ درخواست کو رَدّ نہ کرتا تو شاید میں چین میں بطور مشنری کبھی نہ آتی۔ اسی طرح ہماری بہت سی دعائیں اگرچہ ہمیشہ سنی جاتی ہیں مگر ہمیں یہ بھی یاد رکھنا ہے کہ ان کا جواب شاید کسی گناہ، کم اعتقادی، یا بائبل کے مطابق کسی بات کو نہ ماننے کی وجہ سے اس کا جواب مل نہیں رہا ہوتا۔ درج ذیل تمام واقعات کسی بھی طرح سے دعا کی قبولیت کے لئے کامل نہیں ہیں۔ کیونکہ جتنی دعاؤں کے جواب خدا نے اپنی قدرت اور جلال سے دیئے ہیں ان کو لکھنے کے لئے صدیاں درکار ہیں اور پوری دنیا میں وہ کتابیں رکھنے کی جگہ کم پڑ جائے گی۔ البتہ میں پورے دل سے یہ ضرور کہوں گا کہ جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے نتیجے میں یہی بات زبان پر آتی ہے کہ، ''میں جانتا ہوں کہ خدا دعاؤں کا جواب دیتا ہے۔''

خُداوند سنتا ہے دُعا
خُداوند دیتا ہے جواب
خداوند رہتا ہے ہر دم
اپنے لوگوں کے ساتھ

کیونکہ وہ اپنے لوگوں کی دعاؤں کا جواب دیتا ہے۔

۲۔ ایمان کے مطابق زندگی گزارنے کے ابتدائی سبق۔

"میں خداوند سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ اس نے میری فریاد اور منت سنی ہے۔"
(زبور 1:116)

جب میں بہت چھوٹی تھی تو مجھے ایک خاص بات یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک بادل بہت زور سے گرجا اور بجلی کڑکی تو میں بھاگ کر ماں کے پاس گئی تو انہوں نے میرے ہاتھ اکٹھے اوپر کی طرف اٹھائے اور بار بار ایک ہی لفظ دہرایا اور وہ لفظ تھا ''یسوع'' اس بات کو پچاس برس سے بھی زائد گزر چکے ہیں مگر میرے چھوٹے سے دل پر یہ بات ایسی نقش ہوگئی کہ ایک ہستی جو نظر تو نہیں آ رہی مگر ہماری بات سننے اور مدد کرنے کے لئے ہر وقت موجود ہے۔ بچپن کی

سنہری یادوں میں سے سب سے اچھی ماں کی کہانیوں سے وابستہ ہیں جو زیادہ تر دعاؤں کی طاقت اور ان کے جواب سے متعلق ہوتی تھیں۔ ان میں سے ایک جس نے مجھے بہت متاثر کیا وہ ہمارے دادا جی کے متعلق تھی۔

جب وہ بہت چھوٹی عمر میں اپنے کزنز سے ملنے انگلستان کے جنوب میں گئے جن کا گھر جنگل کے کافی قریب تھا۔ ایک دن بچے خوبصورت پھولوں کے پیچھے جنگل میں چلے گئے اور گم ہوگئے۔ اور جب سب کوشش کر کے تھک گئے تو ان میں ایک بڑی لڑکی تے باقی ڈرے سہمے بچوں کو دِلاسا دیتے ہوئے کہا کہ، ''جب میری ماں مر رہی تھی تو اس نے کہا تھا کہ جب بھی کوئی مشکل یا پریشانی ہو تو یسوع کو بتانا۔ تو آؤ ہم سب مل کر گھٹنے ٹیک کر دعا کرتے ہیں کہ یسوع ہمیں گھر پہنچا دے۔'' تب انہوں نے گھٹنے ٹیک کر دعا کرنا شروع کر دیا اور اسی گھڑی ان میں سے ایک بچے نے آواز سن کر آنکھیں کھول دیں جو ایک چھوٹے سے پرندے کی آواز تھی وہ بالکل ان کے نزدیک تھا اور جیسے ہی اس نے پرندے کی طرف ہاتھ بڑھایا وہ اچھل کر تھوڑا آگے ہوگیا۔ وہ بار بار ایسا ہی کر رہا تھا اور پھر سب نے اس پرندے کے پیچھے چلنا شروع کر دیا وہ کبھی ان کے ساتھ ساتھ اڑتا کبھی بالکل زمین کے پاس اچھل اچھل کر آگے بڑھتا مگر رہتا ان کے ساتھ ساتھ۔ پھر وہ اچانک اوپر اُڑ گیا۔ اور بچوں نے آنکھیں اُٹھا کر دیکھا تو وہ بالکل جنگل کے کنارے پہنچ چکے تھے اور سامنے ان کا گھر تھا۔ ہم ایسی ہی کہانیاں جو دل پر نقش ہو جاتی تھیں سن کر بڑے ہوئے تھے اور یہی سیکھا تھا کہ ہر مشکل پریشانی، دکھ مصیبت، یعنی ہر غم حتیٰ کہ ہر خوشی میں بھی یسوع کو ہی پکارنا ہے۔ اسی طرح کی یادوں میں سے ایک واقعہ جب میں چھ یا سات برس کی تھی کہ اچانک میرے دانت میں ایسا درد اٹھا کہ میں درد سے اچھل رہا تھا۔ ماں کے پاس گیا مگر وہ بھی کچھ نہیں کر پا رہی تھیں اور درد تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ یسوع میری مدد کر سکتا ہے۔ ماں کی گود میں دل ہی دل میں یسوع سے کہا کہ اگر وہ میری درد دور کر دے تو تین برس تک اُس کی بات مانتی رہوں گی۔ اور ابھی یہ دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی تو درد بالکل جاتا رہا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ یسوع نے وہ درد ختم کر دیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ آئندہ کئی برسوں تک کسی قسم کی شرارت کا خیال بھی دل میں آتا تو وہ

بات یاد آ جاتی کہ دانت درد دُور کرنے کا وعدہ کیا تھا اور میں غلط کام سے رُک جاتی۔ اس طرح میری ابتدائی زندگی پر اس بات کا گہرا اثر مرتب ہوا مجھے یہ محسوس ہوتا کہ یسوع کی حضوری میرے ساتھ ہے اور اگر میں نے کوئی غلط کام کیا تو دانت کا درد واپس نہ آ جائے۔ اور پھر میں نے گیارہ برس کی عمر میں مسیح خداوند کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کر لیا۔ اور اس کے تقریباً ایک برس کے بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے میرے ایمان کو بہت مضبوط کیا اور میں نے خدا باپ کو ایک نئے پہلو سے جاننا شروع کیا۔ جب عیدِ قیامت المسیح کے دن نزدیک آئے تو کافی گرمی آ چکی تھی اور صرف گرمیوں کے کپڑے ہی پہنے جا سکتے تھے۔ میں نے اور میری بڑی بہن نے فیصلہ کیا کہ ہم عبادت کے لئے چرچ نہیں جائیں گے کیونکہ ہمارے پاس صرف سردیوں کے کپڑے تھے۔ ناشتے کے بعد اپنے کمرے میں جا کر بائبل کھولی تو متی 6 میرے سامنے کھلا اور میری آنکھیں ان الفاظ پر ٹک گئیں کہ، "اس لئے فکرمند ہو کر یہ نہ کہو کہ ہم کیا کھائیں گے یا کیا پیئں گے یا کیا پہنیں گے؟۔۔۔۔ بلکہ پہلے تم اس کی بادشاہی اور اس کی راست بازی کی تلاش کرو تو یہ سب چیزیں بھی تم کو مل جائیں۔" (متی 6:31-33) مجھے لگا جیسے خدا نے یہ الفاظ براہِ راست مجھ سے کہے ہیں۔ تب میں نے چرچ جانے کا فیصلہ کر لیا چاہے مجھے سردیوں والے گرم کپڑے پہن کر ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ مگر خدا اپنے وعدوں کا سچا خدا ہے اور ایسا ہوا کہ اگلے دن ہمارے گھر ایک کافی بڑا ڈبہ پارسل آیا جو ہماری بہت دور کی خالہ کی طرف سے آیا تھا جو بہت برسوں سے ہم سے رابطے میں نہیں تھیں۔ اس ڈبے میں نہ صرف ہم سب کے نئے کپڑے تھے بلکہ ہمارے گھر کے لئے اور بھی بہت کچھ اور کافی پیسے بھی تھے۔ اور اس عید قیامت المسیح کا اتوار بہت ہی زبردست انجیلی پیغامات سے بھی بھرا ہوا تھا جو آج بھی مجھے اچھی طرح یاد ہیں خدا کی لازوال محبت کا ناقابلِ فراموش واقعہ اس وقت بھی پیش آیا جب ہمارا خاندان یعنی ہمارے والدین شدید مالی مسائل کا شکار تھے۔ یسعیاہ 45:24 حقیقتاً پورا ہوا تھا جس میں خدا یوں فرماتا ہے۔ "میں ان کے پکارنے

سے پہلے جواب دوں گا اور وہ ہنوز کہہ نہ چکیں گے کہ میں سن لوں گا۔"

ہم لوگ اس وقت اپنی ماں کے وکیل کی تنخواہ کے چوتھائی حصے پر ماہانہ گزارہ کررہے تھے۔ ہمارے مالی حالات اتنے خراب تھے اور وہ رقم بھی اتنی معمولی ہوتی کہ بمشکل ایک ہفتہ ہی کھینچ تان کر چلتا تھااور ہماری پیاری والدہ ہمیشہ ہمیں یقین دلاتی کہ خداوند ضرور مہیا کرے گا۔ وہ اپنے توکل کرنے والوں کو کبھی نہیں چھوڑتا اور نہ ہی بھولتا ہے کیونکہ جب ماں ہمیں یہ سکھا رہی تھی اور ہم سب دعا کررہے تھے تو اسی دن انگلینڈ میں موجود وکیل کی طرف سے ایک خط ہمیں موصول ہوا جس میں ایک ڈرافٹ تھا جس میں ہماری ضروریات کے لئے کافی زیادہ رقم موجود تھی اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا کہ باقاعدگی سے رقم آنے تک بھی ضروریات کے لئے رقم ملتی رہے گی۔

پھر کچھ برسوں کے بعد ہم ایک اجنبی شہر میں منتقل ہوگئے تو میرے دل میں خداوند کی خدمت میں کچھ بڑا کام کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ ایک دن بائبل اسٹڈی کی کلاس میں بتایا گیا کہ قریبی ایک سنڈے اسکول میں استاتذہ کی ضرورت ہے تو میں نے اپنی خدمات پیش کیں مگر میرے اندازہ کے مطابق مجھے جھڑک دیا گیا کہ میں کچھ کم عمر ہوں اور مجھے کوئی جانتا بھی نہیں۔ اور اگر مجھے کلاس پڑھانی ہے تو اپنے طلباء خود تلاش کروں۔ گھر جاتے ہوئے مجھے بہت شرمندگی محسوس ہورہی تھی۔ پھر میں نے ہمت نہ ہارتے ہوئے خداوند سے دعا مانگنا شروع کردی کہ مجھے طلباء مہیا کر۔ میں ہر قدم پر یہی دعا مانگتی رہی کہ خداوند مجھے طلباء مہیا کر۔ اور پھر اگلے ہی ہفتے کے روز مجھے پڑوس میں بلا کر کہا گیا کہ کیا آپ اُنیس بچوں کو سنڈے اسکول پڑھائیں گی۔ پھر اگلے روز سے ہی میں ان بچوں کو سنڈے اسکول پڑھانا شروع ہوگئی۔ 1885ء کے موسم خزاں میں ٹورنٹو مشن یونین کے ہمارے شہر کے مشرقی پس ماندہ علاقے میں ایک شاخ کھولنے کا فیصلہ کیا۔ تین اور افراد کو میرے ساتھ اس کام کے لئے چنا گیا۔ سب کچھ میرے لئے نیا تھا مگر میں اس سے بہت متاثر تھی۔ کیوں کہ میں نے اپنی ناتجربہ کاری میں بھی یہ سیکھا کہ مشکلات چاہے کیسی بھی کیوں نہ ہوں اور جتنی بھی زیادہ ہوں وہ سب دعا کے وسیلے ختم ہو جاتی ہیں اور دعا ہر بند دروازے کو کھولنے کی کنجی ہے۔ میں ایک بچے کی طرح نئے اسباق سیکھ رہی

تھی۔ میں نے دعاؤں کے جواب میں بنچ، میز، کرسیاں، چولہا، تیل، لیمپ اور موسیقی کے آلات بھی آتے ہوئے دیکھے۔ مگر اس سے کئی عمدہ وہ وقت ہوتا جب گناہوں میں پڑے ہوئے مرد اور عورتیں توبہ کرتے اور گناہ چھوڑ کر خداوند کی خدمت میں مصروف ہو جاتے اور یہ صرف دعاؤں کے نتیجے میں ہوتا تھا۔ خدا کی حمد ہو جس نے یہ بہترین سبق سکھائے تا کہ وہ بعد میں بت پرستوں اور ملحدوں کے درمیان خدمت کرتے ہوئے کام آسکیں۔

پھر ایک مشکل وقت میرے سامنے آیا جس میں میرے پاس دو راستے تھے ایک یہ کہ مصور بن کر انگلینڈ جاؤں یا مشنری بن کر چین جاؤں۔ حالات کافی مشکل ہو رہے تھے کہ ایک ٹھوس فیصلہ کروں اور میں نے ہر طریقے سے خدا کی مرضی جاننے کی کوشش بھی کی مگر کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی۔ اور پھر ایک دن جب میری والدہ کی طبیعت کافی خراب تھی اور میں دعا کر رہی تھی تو میں خداوند سے بار بار التجا کرنے لگی کہ اپنی مرضی کلام کے ذریعے مجھ پر ظاہر کر تو خداوند نے یوحنا16:15 سے مجھے جواب دے دیا کہ، "تم نے مجھے نہیں چنا بلکہ میں نے تم کو چن لیا کہ جا کر پھل لائو۔۔۔" میں نے اپنی پیاری ماں کو جا کر بتایا کہ خدا نے اپنے کلام سے مجھے یہ جواب دیا ہے، تو والدہ نے فوراً کہا کہ "میں خدا کی بات کا انکار نہیں کر سکتی۔۔" پھر مجھے چین جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ اور تیس برس تک چین میں خداوند نے اپنی بیٹی سے خدمت لے کر ثابت کیا کہ وہ وفادار اور وعدوں کا سچا خدا ہے اور اس نے مجھے اپنی خدمت کے لئے ہی بلایا تھا۔

"اپنی سب راہوں میں اس کو پہچان وہ تری سب راہوں کو ہموار کرے گا۔" (اِمثال 3/6) 1887ء کی گرمیوں میں ڈاکٹر ہڈسن ٹیلر کی کتاب ''چین کی روحانی ضرورت اور دعوے'' مجھے پڑھنے کا موقع ملا اس میں مصنف نے بتایا ہے کہ بہت سے مواقع پر خدا نے دعاؤں کے وسیلے کیسے مہیا کیا۔ ان کی تحریر کردہ گواہیوں نے مجھ پر گہرا اثر ڈالا۔ اور جب کچھ ہی ہفتوں بعد میری شادی کا وقت آیا تو میرے پاس پچاس ڈالر کم پڑ رہے تھے ورنہ میں قرض لے کر شادی کرتی۔ میں

نے کسی کو بھی نہ بتانے کا تہیہ کر لیا ماسوائے خدا کے۔۔ میرے ذہن میں صرف یہ بات آ رہی تھی کہ تم اتنی سی رقم کے لئے خدا پر بھروسہ نہیں کر سکتی جبکہ ہڈسن ٹیلر نے کتنی بڑی بڑی باتوں کے لئے خدا پر بھروسہ کیا۔ کیا تم مشنری بننے کے لائق ہو؟۔ پیسوں کے لئے خدا پر اکیلے بھروسہ کرنے کا میرا یہ پہلا تجربہ تھا۔ کافی آزمائش آ رہی تھی کہ کسی نہ کسی کو اس کے بارے میں بتاؤں مگر میں نے مکمل طور پر اپنے آپ کو ایسا کرنے سے باز رکھا۔ اس طرح ایک ہفتہ سخت آزمائش میں گزرا اور جواب شادی والے دن سے پہلی رات تک نہیں آیا۔ اور اسی شام میرے مشرقی علاقے میں کام کرنے والے مشنری (رسالتی) ساتھ مجھے مبارکباد دینے آئے اور میرے لئے خوبصورت تحائف لائے اور ساتھ ایک عمدہ سا پرس بھی لائے۔ ان دوستوں کے جانے کے بعد میں نے گھر والوں کو تمام تحائف دکھائے اور پرس بھی دکھایا۔ اچانک میرے بھائی نے کہا۔ ''پگلی تم نے پرس کھول کے دیکھا؟'' میرے ذہن میں کوئی تصور تک نہیں تھا اور میں نے پرس کھول دیا تو میری حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی کیوں کہ اس میں پچاس ڈالر کا چیک موجود تھا! یہ واقعہ میری زندگی میں بہت اہمیت کا حامل تھا کیونکہ یہ ہماری نئی زندگی کے آغاز پر خدا کی طرف سے مہر تھی۔

۳۔ گھٹنوں کے بل دعا میں آگے بڑھو

(1894-1887) ''میں تیرے آگے آگے چلوں گا اور ناہموار جگہوں کو ہموار بنا دوں گا۔ میں پیتل کے دروازوں کو ٹکڑے ٹکڑے کروں گا اور لوہے کے بینڈوں کو کاٹ ڈالوں گا۔'' (یسعیاہ 2:45)

ہماری رسالتی خدمت کے ابتدائی دنوں میں ہم مشنریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ تھا جن کی ضروریات اور حتیٰ کہ خطرات بھی ایک جیسے تھے۔ اس لئے دعا ہماری زندگی میں ایک اٹوٹ بندھن کی سی حیثیت رکھتی تھی۔ اکتوبر 1887ء میں کینیڈا کے پریسبٹرین چرچ نے چین کے شمالی صوبے ہونان میں خدمت کا ایک نیا کام کرنے کو کہا۔ ہم 1888ء جنوری میں کینیڈا سے چلے اور مارچ کے مہینے میں چین پہنچے۔ اس وقت تک ہمیں وہاں کی مشکلات کا ذرا سا اندازہ بھی نہیں تھا۔ ڈاکٹر ہڈسن ٹیلر جو اس وقت چین کے وسطی علاقوں میں بطور مشنری رسالتی خدمت سر انجام دے رہے تھے، انہوں نے ہمیں خط لکھا، ''ہم سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کو

شمالی ہونان میں رسالتی خدمت کا کام ملا ہے، ہم نے رسالتی کام کے لئے اس صوبے میں جنوب سے داخل ہونے کے لئے دس برس کوشش کی اور بمشکل ابھی اس میں صرف داخل ہی ہوئے ہیں۔ یہ صوبہ باہر سے آنے والوں کے لئے سب سے زیادہ مشکل ہے۔ بھائی اگر آپ اس صوبے میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو پھر ضروری ہے کہ گھٹنوں کے بل دعا میں آگے بڑھتے ہوئے جانا۔''

ان الفاظ سے ہمیں ابتدائی برسوں میں کام کرنے کے طریقہ کار کی کنجی مل گئی تھی۔ وہ ابتدائی برس ہمارے لئے انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر بطور رسالت بہت جھنجھلا دینے والے حالات، خطرات اور مشکلات سے بھرے ہوئے تھے۔ مگر خدا ہمیشہ وفادار رہا اور ہماری طاقت، حوصلہ اور ہمت بنا رہا۔ اگر اس کی الٰہی مدد ساتھ نہ ہوتی تو ہم نا امیدی اور بے یقینی کا بری طرح شکار ہوکر وہاں سے واپس جا چکے ہوتے۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب ہم ابھی ہونان نہیں پہنچے تھے اور ایک قریبی علاقے میں ایک اور مشنری کے ہاں چینی زبان سیکھ رہے تھے۔ لیکن میرے شوہر کو یہ زبان سیکھنے میں بہت مشکل پیش آ رہی تھی۔ وہ روزانہ کئی گھنٹے محنت کرتے مگر پھر بھی تھوڑا بہت سمجھ پا رہے تھے۔ وہ اور ان کے ساتھی باقاعدگی سے قریبی چیپل جاتے اور چینی زبان میں کلام سنانے کی کوشش کرتے مگر لوگ ہمیشہ میرے شوہر مسٹر گوفورتھ کے بجائے ان کے ایک سال بعد آنے والے مشنری بھائی سے کلام سننے کی خواہش کرتے کیونکہ کہ لوگوں کو ان کی زبان میرے شوہر کے بہ نسبت زیادہ بہتر سمجھ میں آتی تھی۔ ایک دن میرے شوہر نے چیپل جانے کی تیاری کرتے ہوئے کہا کہ ''اگر خداوند نے یہ زبان سیکھنے میں میری خاص مدد نہ کی تو میں ایک بہت ناکام مشنری ثابت ہوں گا۔''

جب کچھ گھنٹوں بعد وہ واپس آئے تو خوشی سے ان کا چہرہ چمک رہا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ آج جب ان کے بولنے کی باری آئی تو خداوند کی طرف سے انوکھی مدد کا انہیں تجربہ ہوا۔ کیونکہ جملے خود بخود ان کے ذہن میں آ رہے تھے جو انہوں نے سوچے بھی نہیں تھے اور نہ صرف یہ ان کو سمجھ میں آ رہے تھے بلکہ سننے والوں میں سے کئی لوگوں نے بعد میں بہت خوشی سے ان سے مزید بات چیت کی اور لوگوں میں تبدیلی پیدا ہونا شروع ہوگئی۔ یہ بات میرے شوہر کے لئے بہت زبردست تھی اس لئے

انہوں نے اس کو ڈائری میں نوٹ کر لیا۔
پھر تقریباً ڈھائی مہینے کے بعد ہمیں ناکس کالج کے ایک طالبعلم کا خط ملا، جس میں اس نے لکھا تھا کہ ایک شام کچھ طلباء مسٹر گوفورتھ کے لئے خصوصی طور پر دعا کر رہے تھے تو خدا کی حضوری اور دعائیہ بوجھ بہت زیادہ محسوس ہو رہا تھا، اس لئے ہم نے آپ لوگوں کو خط لکھنا ضروری سمجھا کہ مسٹر گوفورتھ کو کوئی خاص مدد ملی ہے، جب میرے شوہر نے اس شام وقت اپنی ڈائری میں چیک کیا تو وہی وقت تھا جب انہیں زبان بولنے میں آسانی ہوئی تھی۔

''اس لئے مجھے نہیں معلوم کہ
کوسوں دور یا برسوں دور،
جس کو دعا کی ضرورت ہو،
اس کی خاص ضرورت ہو،
تو مجھے دعا کرنا ہے۔''

کسی کو کمزوری، مشکل، تنگی، میں دعا کی ضرورت ہے تو ضرور دعا مانگیں۔ آخر کار ہمیں خوشخبری مل گئی کہ ہم لوگ جو ہونان سے باہر ہیں وہ سب اب ہونان میں جا کر رہ سکتے ہیں کیونکہ کہ بھائیوں کے دو جگہ پر گھر بن گئے تھے۔ یہ انتظار کتنا تکلیف دہ تھا ہم ہی جانتے تھے کیونکہ کوئی اور اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتا کہ ہونان کے باہر انتظار کتنا خطرناک تھا۔ ہم اکیلے باہر نہیں جا سکتے تھے۔ مگر خداوند نے اپنی رحمت میں ہماری دعاؤں کو سنا اور جواب دیا تھا۔ کیونکہ خدا نے ہم سب کو محفوظ رکھا تھا اور کسی کو کوئی خطرناک چوٹ نہیں لگی تھی۔ وہ سب مشن یعنی رسالتی خدمت میں ممکن ہوتا ہے اس لئے صرف ایک واقعہ ضرور بیان کروں گی کہ ابتدائی دنوں میں کیا ہوا۔ ہمارے ساتھ کے دو بھائیوں نے ہونان شہر کی حدود میں ایک جگہ کرائے پر لی جو دریائے وئی کے نزدیک تھی تا کہ وہاں سردیاں گزاریں۔ مگر فوراً ہی خطرناک اور تکلیف دہ ایذا رسانی پھوٹ پڑی۔ ایک جتھے نے حملہ کیا اور ان کا سب کچھ لوٹ کر لے گئے۔ دونوں بھائیوں کو بری طرح زمین پر گھسیٹا گیا مگر خدا نے فضل کیا اور ان کی جانیں بچ گئیں۔ لیکن ان کا سب کچھ لٹ گیا تھا۔ وہ دونوں اکیلے رہ گئے تھے کوئی پیسہ، کوئی کپڑا، کوئی بستر نہیں بچا تھا اور وہ باقی سب بھائیوں سے کئی دنوں کی مسافت پر تھے اور شدید سردیاں شروع ہو چکی تھیں، ان بھائیوں نے اپنی مصیبت میں خداوند کو پکارا اور خداوند اپنے وعدوں کا سچا خدا ہے اس نے ان کی فریاد سنی اور جواب دیا۔ کہ اس لوٹ مار کے کچھ ہی

گھنٹوں بعد ایک مشنری بھائی جو کافی دور رہتے تھے ان بھائیوں سے ملنے کے لئے اچانک وہاں پہنچ گئے۔ وہ اس سارے واقعے سے بے خبر تھے۔ لیکن اس خاص وقت میں ان کے وہاں پہنچنے سے غیر قوم کے تمام دشمنوں کے دلوں پر خوف چھا گیا۔ تمام پیسہ اور سامان بھی واپس کر دیا گیا اور پر تشدد ایذا رسانی بھی ختم ہوگئی۔ کچھ مہینوں بعد ہم کافی خاندان ہونان میں منتقل ہوگئے کیونکہ ہمیں وہاں اپنی جگہ مل گئی تھی لیکن لوگوں کے دل ہمارے خلاف تھے وہ ہم سے ایسے نفرت اور عدم اعتماد کا مظاہرہ کرتے جیسے ہم ان کے بدترین دشمن ہوں۔ جس ضلع میں ہم آباد تھے وہ اپنے ہنگامہ خیز اور غیر ملکی مخالف جذبے کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ کئی بار ہم نے محسوس کیا کہ ہم اور دیگر علاقوں میں موجود ہمارے ساتھ رسالتی کارکن بھی خدا کی عظیم اور سب سے اعلیٰ قدرت کے ذریعے بچائے گئے ہیں جس کی سب سے بڑی وجہ وہ دعائیں تھیں جو ہم سب مانگتے اور ہمارے لئے بہت سے لوگ رسالتی خدمت کے اس تاریخی وقت میں مانگ رہے تھے۔ ذیل میں اس بات کی ٹھوس مثالیں درج کی گئی ہیں کہ خدا نے ان دعاؤں کا جواب کیسے دیا۔

ہمارے ساتھ جو ڈاکٹر صاحب تھے وہ خدا کی طرف سے ایک نعمت کی طرح تھے وہ گولڈ میڈلسٹ تھے جن کے پاس برسوں کی خصوصی تربیت اور اسپتال کا بہترین تجربہ موجود تھا۔ آپ ان کی مایوسی کا اندازہ لگائیے کہ مہینوں گزرنے کے بعد ہی کوئی اچھا کیس ان کے پاس آتا تھا۔ لوگ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کر سکتے ہیں اور دوسری وجہ وہ ان کے ہاتھوں میں پڑنے کے لئے بالکل بھروسہ نہیں کرتے تھے۔ ہم نے اس مقصد کے لئے بھی خصوصی دعا مانگنی شروع کردی کہ خدا اسپتال میں ایسے مریض بھیجے جو خوشخبری کا پیغام بھی ہم سے سنیں اور دل سے اس کو قبول بھی کریں۔

زیادہ دیر نہ لگی اور ہمارے توقعات سے بھی کہیں زیادہ ہماری دعاؤں کا جواب ہمیں ملا۔ بہت سے مریض آنے لگے جن کی حالت بہت نازک تھی کہ ڈاکٹر صاحب بھی آپریشن کرنے سے ہچکچا رہے تھے۔ مگر خدا نے اس معاملے میں بھی ہماری دعاؤں کو سنا اور ڈاکٹر کے ہاتھوں کو مضبوط کیا اور آپریشن کامیاب رہے اور کئی افراد تو پھر چلتا پھرتا معجزہ لگتے تھے۔

مریض جلد از جلد شفایاب ہونے لگے اور تین برس کے بعد ہم نے اسپتال کا ریکارڈ چیک کیا تو پتہ چلا

کہ صرف ایک برس میں ہی اٹھائیس ہزار (28000) مریض صحت مند ہوئے تھے۔ اگر شروع میں کوئی ایک مریض بھی ڈاکٹر کے علاج کے دوران مرجاتا تو پھر شاید سارا رسالتی کام بھی ختم کر دیا جاتا اور ساتھ ہی ہر مشنری کو بھی مار ڈالا جاتا۔ اس کے ساتھ ہم یہ بھی دعا کر رہے تھے کہ خدا ہمیں خدمت کے شروع سے ہی تبدیل شدہ لوگ مہیا کرے کیوکہ ہم نے سنا تھا کہ بہت سے مشنری حضرات جو بھارت اور چین اور ارد گرد کے ایشیائی ممالک میں آئے تھے ان کی خدمت کے ابتدائی کئی برسوں تک لوگ تبدیل نہیں ہوئے تھے۔ مگر ہمارا ایمان تھا کہ خدا شروع سے ہی لوگوں کو تبدیل کرنا شروع کر دے گا کیونکہ اس کی مرضی یہ ہے کہ مرد و خواتین توبہ کر کے نجات پائیں اور اس کے لئے اس نے انسانی ذرائع کو استعمال کیا ہے، اس لئے ہم مسلسل دعا مانگنے، خدمت کرنے اور ایمان رکھنے میں مشغول رہے اور خدا نے دعاؤں کو سنا اور جواب دیا کیونکہ تیس برس کے تجربے نے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ ابھی صرف دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔ پہلا شخص وانگ فینگ آو جو مسٹر گوفورتھ کو چینی زبان سکھانے کے لئے استاد مقرر ہوا تھا وہ مغربی تعلیم کے ایم اے کے برابر تعلیم یافتہ اور عزت دار شخص تھا۔ وہ ہمارے ساتھ ہی ہونان شہر میں آیا تھا۔ وہ کنفیشوشن (چینی مفکر) کی تعلیمات کو ماننے میں انتہائی کٹر اور گھمنڈی تھا۔ وہ مشنریوں کی تعلیمات کو بری طرح سے رد کرتا اور اس حد تک مخالفت کرتا تھا کہ جب بھی اس کی اہلیہ ہم سے ملنے یا ہماری باتیں سننے کے لئے آتی تو وہ اس کو خوب مارتا کوٹتا۔ اس لئے مسٹر گوفورتھ اس کے لئے انتہائی دلی بوجھ کے ساتھ دعا کرتے رہتے اور اس کو سمجھانے کا ہر ممکن طریقہ اختیار کرتے تاکہ وہ مسیح کی خاطر جیتا جاسکے۔ کچھ ماہ گزرے کہ وہ گھمنڈی اور اکڑو وانگ بدل کر حلیم اور فروتن مسیحی بن گیا۔ خدا نے ایک خواب کے ذریعے اس کے دل و دماغ کو جھنجھوڑا اور چین میں اکثر ایسا ہوتا رہا۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ وہ کیچڑ سے بھرے ایک گہرے گڑھے میں پھنسا ہوا ہے مگر وہ تمام کوششوں کے باوجود باہر نہیں نکل پا رہا اور جب وہ تھک ہار گیا تو اچانک اس نے اوپر دیکھا تو اسے مسٹر گوفورتھ نظر آئے جن کے ساتھ ایک اور مشنری بھائی بھی ہے، ان دونوں نے اپنے ہاتھ بڑھا رکھے تھے کہ وانگ کو باہر نکالیں اور جب وانگ خود باہر نہ نکل سکا تو آخر

کا راس نے اپنے ہاتھ دونوں مشنریوں کو پکڑا دیے کہ وہ اسے باہر نکالیں بعد ازاں یہ شخص میرے شوہر مسٹر گوفورتھ کا سب سے زبردست مبشر ساتھی بن گیا۔ وہ چینگ تے فو کے صوبے میں بہت برسوں تک انتہائی پڑھے لکھے طبقے میں خداوند کا پیغام سناتا رہا اور اس دنیا سے رخصت ہونے تک بہت سی روحوں کو جیتنے کا سبب بنا رہا۔ کیوں کہ وہ جان گیا تھا کہ نجات صرف اور صرف خداوند یسوع مسیح پر ایمان کے وسیلے ہی ممکن ہے۔

اسی طرح روشنی کی ایک اور خوبصورت کرن ہونان کی تاریک فضا میں اس وقت چمکی جب وانگ فُولن نے مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کر لیا۔ وہ بہت برسوں سے لوگوں کو جمع کر کے کہانیاں سناتا اور پیسہ بٹورتا تھا۔ مگر جب مسٹر گوفورتھ نے اسے انجیل کا پیغام سنایا تو جلد ہی اس نے اسے قبول کر لیا مگر اپنی ایک عادت یعنی افیم کا استعمال کرنا وہ کئی مہینوں تک نہ چھوڑ سکا۔ اس نے بہت بار کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اور ایک دن مسٹر گوفورتھ اسے اپنے ساتھ گھر لے آئے۔ اور پھر وہ دس دن بھلانا بہت مشکل ہیں جو بعد میں وانگ فولن پر گزرے۔ کیونکہ اس کو افیم کی عادت چھوڑنے میں بہت مشکل پیش آ رہی تھی مگر آخر کار سب کی دعاؤں اور خدا کے عظیم فضل کی بدولت وہ افیم کی عادت سے چھٹکارا پانے میں کامیاب ہو گیا اور مسیح یسوع میں ایک نیا شخص بن گیا۔ خدا کے اس عظیم نام میں ڈاکٹر صاحب اور سب مشنریوں کی محنت اور دعائیں بھی شامل تھیں۔

چین آنے کے کچھ عرصے کے بعد ریورنڈ ہنٹر کوربٹ جو تمام مشنریوں میں سب سے زیادہ وفادار، خدا پرست خادم تھے۔ انہوں نے ایک گواہی دی جس کی وجہ سے میں چین میں خدمت کرنا چھوڑ کر واپس کینیڈا نہیں گئی۔

ڈاکٹر کوربٹ نے بتایا کہ پندرہ برس تک ہر سال وہ پیٹ کے درد اور مروڑ کا شکار ہو جاتے۔ ڈاکٹر بھی ہر سال علاج کر کے تھک گئے اور مجھے کہا کہ میں فوری طور پر واپس کینیڈا چلا جاؤں مگر اس عظیم خادم نے کہا، ''خدا نے مجھے چین میں خدمت کرنے کے لئے بلایا ہے اور میں یہ بات جانتا ہوں۔ اور خدا اپنی باتیں تبدیل نہیں کرتا۔ اس لئے میں واپس جانے کی غلطی کبھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر میں چین میں زندہ نہیں رہ سکتا تو مر تو سکتا ہوں اور پھر اسی دن سے وہ بیماری مجھے ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئی۔''

جنوری 1920ء میں خدا کا یہ عظیم خادم نوے برس سے بھی زیادہ کی عمر میں خداوند میں سو گیا۔ اس وقت وہ چین میں چالیس برس سے زیادہ خدمت کر چکے تھے اور وہ گواہی اپنے انتقال سے پچیس برس پہلے انہوں نے دی تھی۔

کئی برس تک میں بھی اسی بیماری کا شکار رہی جو ڈاکٹر کوربٹ کو تھی اور ہر سال میری حالت پہلے سے بھی زیادہ بدتر ہوجاتی۔ آخر کار ڈاکٹروں نے مجھے بھی واپس اپنے ملک کینیڈا جانے کا مشورہ دیا۔ میں اس وقت کافی بیمار اور کمزور ہوچکی تھی۔ لیکن اسی وقت مجھے ڈاکٹر کوربٹ کی گواہی یاد آئی اور چین میں خدمت کے لئے اپنا واضح بلاوا یاد آیا۔ اس لئے واپس جانا خدا کی مرضی کے خلاف ہوگا۔ میں نے بھی ڈاکٹر کوربٹ کی طرح واپس نہ جانے کا فیصلہ کر لیا میں نے اپنے آپ کو خداوند کے سپرد کر دیا کہ زندگی دے یا مار ڈالے۔ اب اس بات کو بیس برس سے زیادہ ہو چکے ہیں اور مجھے اس بیماری نے کبھی تنگ نہیں کیا۔ جب ضرورت بھی زیادہ ہو اور شدت سے مانگا جائے تو خدا کی عظیم قدرت ہماری زندگیوں میں زیادہ کثرت سے کام کرتی ہے لیکن اس کے لئے ہمیں پورے دل سے فرمانبرداری کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری ہر وقت اور ہر حال میں فرمانبرداری ہی خدا کی قدرت کو ہماری زندگی اور حالات میں کام کرنے کا بہترین ذریعہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ، "جس دن میں نے تجھے پکارا تونے مجھے جواب دیا اور میری جان کو تقویت بخشی۔" (زبور 3:138) چین میں ہمارا چوتھا برس تھا جب ہمارا چھوٹا بیٹا جو اٹھارہ مہینے کا تھا وہ پیچس کی بیماری میں بری طرح مبتلا ہوگیا۔ کئی دن تک بچے کی زندگی کے لئے ہم لگاتار کوششیں اور دعا کرتے رہے، مگر ایک شام ہمیں اندازہ ہوگیا کہ پیغام اجل آ پہنچا ہے۔ پر میں اس بات کے لئے تیار نہیں تھی اور خدا سے ناراض ہوگئی۔ کیونکہ میں اس بات کو مکمل بے انصافی سمجھ رہی تھی۔ میں اور میرا شوہر ہم اسی وقت خدا کے حضور گھٹنوں کے بل جھک گئے اور بچے کے لئے التجا کرنے لگے۔ کافی دیر دعا میں رہنے کے بعد آخر کار میں نے اپنی اَنا کو ایک طرف کیا اور اپنے شوہر سے کہا کہ میں اپنے بچے کو خدا کے حضور سپرد کرنے کو تیار ہوں۔ تب میرے شوہر نے دعا کی

اور ننھی سی جان کو خدا کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا۔ اسی دوران میں نے محسوس کیا کہ بچے کی تیز سانسیں جو وہ پہلے لے رہا تھا وہ بند ہوگئی ہیں۔ ایسا سوچتے ہوئے میں نے روشنی جلائی کیونکہ اب اندھیرا ہونے والا تھا۔ تب بچے کو دیکھا تو وہ ایسی پرسکون نیند سو رہا تھا جیسے وہ روزانہ رات کو سوتا تھا۔ صبح جب وہ سو کر اٹھا تو پیچش کی بیماری سے مکمل شفاء پا چکا تھا۔ مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے خداوند آخری وقت تک آزمانے کے بعد دیکھتا کہ میں کب اپنے خداوند کو سب چیزوں پر ترجیح دیتی ہوں۔ کیونکہ جب میں نے اسے سب چیزوں پر ترجیح دی تو بچے کو خداوند نے زندگی بخش دی۔ یہ باتیں لکھتے ہوئے میں ایک جریدہ ''کرسچین'' پڑھ رہی تھی تو اس میں ایک بات بہت اچھی لگی جو 12 مارچ 1914ء کو حال ہی میں ہنٹنگ ٹن کاؤنٹی اسپتال میں کہی گئی کہ محدود ذہن رکھنے والے ہم انسان لامحدود سوچ والے خدا کی قدرت کو سمجھ نہیں سکتے کیونکہ خدا اُس وقت کو بھی دیکھ رہا ہے جب اِلٰہی شفاء کے ساتھ سائنسی تحقیقات مل کر انسان کی بھلائی اور خدا کا جلال ظاہر کریں گی۔

۴۔ خدا کا بخشا ہوا کھیت (1894ء۔1900ء)

''اے خداوند زور آور اور کمزور کے مقابلہ میں مدد کرنے کو تیرے سوا اور کوئی نہیں۔ اے خداوند ہمارے خدا تو ہماری مدد کر کیونکہ ہم تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیرے نام سے اس انبوہ کا سامنا کرنے آئے ہیں۔'' (۲۔تواریخ 11:14)

چین میں رسالتی خدمت کا دروازہ کھلنے میں مسلسل دعائیں ایک کلیدی جز تھیں اور ہم سب پر بھی خداوند کا خاص فضل تھا کہ ہم مسلسل دعاؤں میں مشغول رہتے تھے۔ جب ہمیں ابھی چند مہینے ہی ہوئے تھے تو چین میں پہلے سے موجود ایک بزرگ مشنری نے میرے شوہر اور ان کے ساتھیوں کو ان کی خدمت کے علاقے دکھانے میں مدد کی تا کہ یہ لوگ اپنے خدمت کے علاقوں کو جان سکیں۔ ایک دن صبح سویرے میرے شوہر بیل گاڑی پر ان لوگوں کے ساتھ ہونان شہر کے اندر سفر کرتے اور دعا مانگتے رہے جب انہیں یقین ہوگیا کہ خدا نے ہونان شہر کا علاقہ ان کو خدمت کے لئے عطا کیا ہے تو انہوں نے اسے اپنی ڈائری میں لکھ لیا تو وہاں انہیں یسعیاہ 8:55 سے 13 میں درج کیا گیا۔ حوالہ نظر آیا، جو

مستقبل کے لئے زبردست وعدے کی طرح تھا۔ جہاں لکھا ہے۔"کیونکہ جس طرح آسمان سے بارش ہوتی اوربرف پڑتی ہے اور پھر وہ واپس نہیں جاتی بلکہ زمین کو سیراب کرتی ہے اور اس کی شادابی اور روئیدگی کا باعث ہوتی ہے تاکہ بونے والے کو بیج اور کھانے والے کو روٹی دے۔ اسی طرح میرا کلام جو میرے منہ سے نکلتا ہوگا، وہ بے انجام میرے پاس واپس نہ آئے گا بلکہ جو کچھ میری خواہش ہوگی وہ اسے پورا کرے گا۔"

خدمت کے ابتدائی چھ برسوں کے لئے ہمارا ایمان خوب آزمایا گیا۔ تمام علاقوں کی نسبت چانگ ٹے سب سے زیادہ مشنریوں کی مخالفت کرنے والا علاقہ لگتا تھا۔لیکن چانگ ٹے کو خدمت کے لئے کھولنے میں خدا نے ہماری دعاؤں کا بہت زبردست جواب دیا۔ اس کے علاوہ بھی مشکلات کا سامنا تھا۔ جب مزید لوگوں نے ہمیں رسالتی خدمت میں شریک ہونے کے لئے کہا تو ہمیں کمیٹی بنانی پڑی جو معاملات کو دیکھ رہی تھی۔ دو بڑے گھر جو رسالتی خدمت کے لئے اسٹیشن کی طرح قائم کئے گئے جہاں سب جمع ہوتے ،ضرورت کے مطابق اشیاء فراہم کی جاتیں اور دعا میں بلاناغہ جھکا جاتا۔ جب چھ برس تک چانگ ٹے میں خدمت کا دروازہ نہیں کھلا تھا تو ہم سب خدا کے وعدے پر بھروسہ کرتے ہوئے مسلسل دعا مانگتے رہے۔ اس دوران میرے شوہر مسٹر گوفورتھ اوران کے ساتھی جب شہر میں جاتے تو لوگ بری طرح ان کا مذاق اڑاتے اور انہیں دھتکارتے تھے۔ مگر ایک دن مسٹر گوفورتھ کو چانگ ٹے میں جگہ مل گئی اور ہم وہاں رہنے لگے۔ تب انہوں نے وہاں کے لوگوں کے لئے دعا مانگنا شروع کردی کہ لوگوں کا دل مسیح کی خوشخبری قبول کرے۔ خدا نے ہمارے لئے جگہ بھی ایسی شاندار مہیا کی تھی کہ لوگ شروع کے ہفتوں میں ہی ہم سے ملنے کے لئے اور دیکھنے کے لئے آنے لگے اور ہم لوگوں کو خوشدلی سے قبول کرتے حتیٰ کہ جب ہمارے کھانے کا وقت بھی ہوتا تو کئی لوگ آموجود ہوتے۔ ہمارے سامنے سوال یہ تھا کہ اس سنہری موقعے سے فائدہ کیسے اٹھایا جائے جو آہستہ آہستہ ختم ہوجائے گا؟ ہمیں ان لوگوں کے دل مسیح خداوند کی محبت کے وسیلے جیتنے تھے جو ہم سب سے نفرت کرتے اور ہمارے مخالف تھے۔ اس کے لئے جو فضل ہم پر ہوا تھا ہم اس کے مطابق دن بہ دن محنت کرنے میں

مشغول رہے۔ بعض اوقات تو صبح سے رات گئے تک لوگوں کی بھیڑ جمع رہتی اور ہم انہیں کلام سناتے رہتے۔ میرے شوہر کو عمارت کی تعمیر کروانے کے لئے مزدوروں کے ساتھ رہنا پڑتا اور ساتھ ہی لوگوں کی بھیڑ کو کلام سنانا پڑتا اور مجھے تین چھوٹے بچوں کے ساتھ عورتوں کو کلام سنانا ہوتا کیونکہ بچوں کو سنبھالنے کے لئے کوئی آیا نہیں تھی۔ اور گھر کے کام کاج اور بچوں کی دیکھ بھال کے ساتھ جب ہم کافی تھک جاتی تو اپنے شوہر کو بلا لیتی جو کافی تھکے ہونے کے باوجود بھی میری جگہ کلام سنانے آجاتے۔

پھر ہم لوگوں کو گیت سناتے اور کئی بار لوگ بھی ہمارے ساتھ شامل ہوجاتے لیکن اس کام کو اسی طرح جاری رکھنے کے لئے ہمیں مددگار ساتھیوں کی ضرورت تھی ایک دن میرے شوہر بائبل مقدس ہاتھ میں لیے ہوئے میرے پاس آئے اور مجھے ایک وعدہ دکھایا، "میرا خدا تمہاری ہر ایک احتیاج پوری کرے گا۔" انہوں نے مجھ سے کہا کیا ہم اس وعدے پر ایمان رکھتے ہیں؟ اگر ہم ایمان رکھتے ہیں تو خدا ہمیں مددگار ضرور فراہم کرے گا اگر ہم ایمان سے اس سے مانگیں گے۔ اس کے لئے انہوں نے بڑی شدت سے دعا مانگنا شروع کردی کہ خدا انہیں کلام سنانے کے لئے ساتھی فراہم کردے، مگر میں شک میں مبتلا تھی کیونکہ میں سوچتی تھی کہ یہ تو ایسے ہے جیسے کہ بغیر بادل کے بارش کی دعا مانگنا۔ مگر خدا ان کی دعا سن رہا تھا اور ایک فرد کو تیار کررہا تھا۔ پھر صرف تین دن کے اندر ہی خدا نے وانگ قُولن کو بھیج دیا جس کی تبدیلی کے بارے میں گواہی پہلے بیان کی جاچکی ہے۔

اگر اس کی ظاہری حالت کی بات کی جائے تو افیم پی پی کے اس نے اپنی حالت خراب کررکھی تھی۔ شدید کھانسی نے اس کے پھیپھڑے کمزور کردیئے تھے کہ اپنی تبدیلی کے صرف تین برس کے بعد ہی وہ وفات پا گیا۔ وہ ہر وقت پھٹے پرانے اور بوسیدہ لباس پہنے رکھتا تھا جس کی وجہ سے اس کی حالت بہت قابلِ ترس تھی۔ مگر ہمارا خداوند ظاہر پر نہیں باطن پر نظر کرتا ہے۔ جب وہ تبدیل ہوا تو مسٹر گو فورتھ نے سوچا کہ اس کو کچھ دن کلام سنانے کے لئے استعمال کیا جائے کہ کم از کم خدا کی قدرت کے بارے میں بیان کرے گا کہ خدا نے کیسے اس کو افیم سے رہائی دی۔ جب اس کو نہلا دھلا کر میرے شوہر کا چینی لباس پہننے کے لئے دیا گیا تو ہم سب حیران ہوگئے کیوں کہ وہ پہچان میں ہی نہیں آرہا تھا۔ مگر

جب وہ لوگوں کے درمیان گواہی سنانے گیا تو پھر ماحول ہی بدل گیا، اس نے اتنی عمدگی سے کلام سنایا ہم تو بالکل ہی خاموش رہ گئے کہ کیا یہ وہی وانگ فولن ہے جو ایک بھکاری کے سے حلیے میں تھا اور اب ثابت ہو رہا تھا کہ ہمارے پر فضل خدا نے اسے خاص ہماری مدد کے لئے ہی بھیجا ہے۔ کیونکہ وہ تو پاک روح کی قدرت سے کلام سنا رہا تھا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ خدا کے فضل سے روحیں جیتی جارہی تھیں۔ اور چانگ ٹے میں کلیسیا کی بنیاد رکھنے کے لئے خدا نے اسے ہمیں عطا کیا تھا اور مسٹر گوفورتھ کی ضرورت بھی پوری ہوگئی تھی۔ اس سے مجھے بھی حوصلہ ملا اور میں نے بھی ایمان رکھ کر دعا مانگنا شروع کر دی کہ خدا مجھے بھی ایک مددگار خدا پرست خاتون مہیا کرے۔ جو لوگ چین میں رسالتی خدمت کے بارے میں جانتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ یہاں عورتوں میں کلام سنانے کے لئے کسی عورت کو تلاش کرنا انتہائی مشکل کام ہے یا جو کسی طرح سے خدمت کے کام میں مددگار ہو سکے۔ لیکن مجھے یہ سمجھ آنا شروع ہو گیا تھا کہ خدا صرف انسان کی سوچ میں ہی کہیں محدود ہو جاتا ہے مگر وہ حقیقت میں کسی بھی طرح سے محدود نہیں بلکہ وہ ہماری سوچ اور توقع سے کہیں زیادہ بڑھ کر کام کر سکتا ہے۔ انسان کی تمام ضروریات چاہے وہ ہمیں پتہ ہوں یا نہ ہوں ان کے پورا کرنے کے لئے کلام خدا میں بہت سے وعدے موجود ہیں۔

میری دعا کے کچھ ہی دنوں کے بعد ایک مشنری ہمیں ملنے کے لئے آئے اور ان کے پہلے الفاظ یہ تھے۔ ''مسز گوفورتھ مجھے یقین ہے کہ ہمیں آپ کے لئے بائبل کی تعلیم سے آراستہ خاتون مل گئی ہے!''

انہوں نے بتایا کہ جب وہ سفر کر رہے تھے تو ایک پہاڑی گاؤں میں رکے وہاں انہیں ایک بیوہ عورت اور اس کا بیٹا ملے، انہوں نے انجیل کا پیغام دوسری جگہ موجود رسالتی اسٹیشن کے وسیلے تبدیل شدہ شخص سے سن رکھا تھا جو اسی بیوہ کے گاؤں اور مذہبی فرقے سے تعلق رکھتا تھا جب اس نے مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرایا تو فوراً اپنے گاؤں والوں کو بتانے چلا گیا۔ اس بیوہ نے خوشی سے نجات کا پیغام قبول کر لیا۔ اور جلد ہی اپنے گاؤں والوں کو انجیل کا پیغام سنانے لگی حالانکہ وہ سب بتوں کو پوجنے والے اور عجیب وغریب رسومات کو ماننے والے تھے پھر بھی اس عورت نے جس کا نام مسز چان تھا لوگوں کو مسلسل خوشخبری سنا کر انجیل کی منادی کرنے

والوں جیسی پختگی حاصل کر لی تھی۔ پھر خدا نے فضل کیا اور مسز چانگ کو اپنے ہاں بلانے میں آسانی ہوگئی اور وہ آ کر جلد ہی عورتوں کو کلام منانے میں اور میری مدد کرنے میں بہترین ساتھی بن گئی۔ تین برس وہ 1900ء سے 1903ء تک وہ بڑی وفاداری سے ہمارے ساتھ مددگار اور وفادار ساتھی بن کر رہیں حالانکہ ان کے ہاتھوں کے انگوٹھے اس وقت توڑ دیے گئے تھے جب 1900ء میں انہوں نے خداوند یسوع کا انکار کرنے سے منع کر دیا تھا۔ وہ 1903ء میں بڑی ایمانداری اور وفاداری سے خداوند میں سو گئیں۔

چانگ ٹے جس کا پورا نام چانگ ٹے فو تھا جہاں ہم ابتدائی تین برس رہے وہاں وہ بہت گہرے اور نمی والے گھروں میں رہتے تھے جو صحت کے لئے اچھے نہیں تھے۔ اس لئے ایک صاف ستھرا اور ہوا دار گھر تعمیر کرنے کی شدید ضرورت تھی۔ اس وقت ہر ہفتے نئے تبدیل شدہ لوگ ہم میں شامل ہو رہے تھے اور یہ ہمارے لئے بہت حوصلہ افزا بات تھی۔ اور بعض اوقات تو ہر روز کئی لوگ مسیح کو نجات دہندہ قبول کرتے تھے۔ اس لئے ہم اس بات کے لئے فکرمند بھی ہو رہے تھے کہ کہیں نئے گھر کی تعمیر سے یہ لوگ ہم سے دور نہ ہو جائیں اور خداوند کے کام میں رکاوٹ نہ آئے۔ اس لئے ہم نے دعا کرنا شروع کر دی کہ نیا گھر لوگوں تک رسائی کا اور برکت کے بڑھنے کا ذریعہ بن جائے نہ کہ کسی طرح کی رکاوٹ کا۔ اس دعا کے جواب کے لئے ہمیں اپنے آپ کو تیار کرنا تھا کہ کیا ہم اس کی قیمت چکانے کو تیار ہیں یا نہیں۔ یعنی ہماری دعا کا جواب ضرور ملنا تھا اگر ہم نئے گھر کو ہر روز صبح شام کھلا رکھیں تا کہ لوگ کسی بھی وقت آسکیں اور ان کو آنے جانے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ ایسا کرنا آسان ہرگز نہیں تھا۔ بہت سے لوگ ہمیں کہہ رہے تھے کہ ایسا کرنے سے چینی لوگ آپ کو حقیر سمجھیں گے اور کچھ لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ایسا کرنے سے آپ لوگوں کے بچے بیمار ہو سکتے ہیں۔ مگر ہم نے ان باتوں پر توجہ دینے کے بجائے دعا مانگنے اور گھر میں لوگوں کو قبول کرنے پر توجہ مرکوز رکھی اور وقت گزرنے پر ثابت ہوا کہ وہ تمام باتیں بے بنیاد تھیں، ہمارے پاس ہر طرح کے لوگ یعنی کیا امیر کیا غریب سب آ رہے تھے اور ہم نے کسی کو منع نہیں کیا اور یوں ہم نے لوگوں کا اعتبار حاصل کرنا شروع کر لیا تھا اور خدا کے فضل و کرم سے ہمارے بچوں کو کبھی بھی متعدی

(لگنے والی) بیماری نہیں لگی۔ 1899ء میں ایک دن ایسا بھی آیا جس میں اٹھارہ سو سے زائد تو صرف مرد ہی ہمارے گھر آئے جو سینکڑوں خواتین کے علاوہ تھے۔ ہم نے ان سب کو کلام سنایا اور پھر اپنے گھر میں ان کے ساتھ وقت گزارا۔ لیکن اس طریقہ کار میں ہم نے خدا کا فضل بہت واضح طور پر کام کرتے دیکھا۔ کیونکہ اس سے لوگوں کے دل ہماری طرف کھل رہے تھے اور ان کا اعتماد ہم پر بن رہا تھا۔ اور مسلسل کام کی وجہ سے ہم سب تھک رہے تھے اور ہمیں تھوڑا آرام درکار تھا۔ اور ہم دوسرے علاقے میں آرام کی غرض سے جانا چاہ رہے تھے۔ لیکن آپ کو ایک واقعہ مئی 1898ء کا بتانا ضروری ہے کہ اس وقت بھی ہم آرام کی غرض سے ٹی ایجن کے علاقے کی طرف کشتی میں سفر کر رہے تھے ہمارے بچے بھی ہمارے ساتھ تھے۔ شدید ٹھنڈ اور نمی ہو رہی تھی۔ بارہ دن کے سفر کے بعد ہم ٹی ایجن کے نزدیک پہنچے اور یخ بستہ شمالی ہوائیں چل رہی تھیں کہ ہمارا بڑا بیٹا بغیر اوور کوٹ پہنے ہی کشتی کے عرشے پر چلا گیا حالانکہ میں نے اسے منع کیا تھا۔ پھر تھوڑی دیر میں ہی بچہ جب واپس آیا تو سردی سے ٹھٹھر رہا تھا اور اسے سانس لینے میں بھی مشکل محسوس ہو رہی تھی۔ جب ہم شہر میں پہنچ کر ڈاکٹر سے ملے تو اس نے بتایا کہ بچے کو شدید نمونیا ہوا ہے۔ اس سے اگلے دن ایک اور ڈاکٹر صاحبہ کو پہلے ڈاکٹر نے بلایا تا کہ بچے کی حالت کی مزید جانچ ہو سکے تو اس ڈاکٹر نے بتایا کہ مجھے نہیں لگتا کہ بچہ نیا دن دیکھ پائے۔ کیونکہ اس کو 106 بخار ہو گیا ہے بچہ بخار میں تڑپ رہا تھا۔ میں بیٹے کے پاس بیٹھ گئی اور خداوند سے مدد مانگتی رہی پھر میں نے بیٹے سے کہا کہ ''پال بیٹا، آپ نے میری بات نہ مانی اور اپنے اوپر یہ بخار کی مصیبت لے آئے۔ لیکن میں آپ کو معاف کرتی ہوں آپ بھی یسوع سے معافی مانگیں اور اپنا آپ اس کے حوالے کر دیں۔''

بچے نے ایک لمحے کے لئے غور سے میری طرف دیکھا پھر آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے ساتھ ہی اس کے ہونٹ ہلتے ہوئے دیکھے پھر وہ گہری نیند میں چلا گیا۔ جب وہ سو کر اٹھا تو صبح ہونے والی تھی اور میں نے اس کا بخار چیک کیا وہ کم ہو کر 101 ہو چکا تھا۔ اور بعد میں جب ڈاکٹر صاحبہ اس کو دیکھنے کے لئے آئی تو اس کا بخار مکمل طور پر اتر چکا تھا۔ نمونیہ کی وجہ سے اس کے پھیپھڑوں میں سے خون رسنا شروع ہو چکا تھا مگر وہ بھی بالکل نارمل ہو گئے تھے۔

کیا ہمارا خداوند یسوع کل، آج بلکہ ابد تک یکساں نہیں؟ ہم پریشان یا حیران ہوجاتے ہیں کہ وہ آج بھی لوگوں کو شفا دے رہا ہے۔ جیسا تیرا ایمان ہے ویسا ہی تیرے لئے ہو۔ چانگ ٹے میں ابتدائی برسوں میں چینی لوگوں کے سادہ ایمان کو دیکھ کر میرے ایمان کو بہت تقویت ملتی تھی کیونکہ ان کے سادہ ایمان کے نتائج بہت بڑے بڑے اور زبردست تھے اور کئی بار تو ہمارے اپنے ملک میں جب گواہی کے طور پر ان کو بیان کیا جاتا تو کئی تنظیمیں بھی شک کرتی کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ مگر خدا کی حمد ہو، کیونکہ وہ واقعات حقیقت پر مبنی تھے۔ یہاں صرف دو مثالیں ایمان کی تقویت کے لئے پیش کر رہی ہوں لی منگ جو ایک بہت پرجوش اور زبردست مبشر تھا اس کی زرعی اراضی چانگ ٹے سے شمال کی جانب تھی۔ ایک بار وہ زمین دیکھنے گیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے پڑوسی مل کر سب چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں لے کر اپنے اپنے کھیتوں کے گرد گھوم رہے ہیں۔ ان کا ماننا یہ تھا کہ اس طرح کرنے سے ٹڈیاں ان کی فصلوں کو خراب نہیں کریں گی۔ ان سب نے لی منگ سے بھی کہا کہ وہ بھی ایسا کر کے ٹڈی دیوتا کو خوش کرلے ورنہ اس کی فصلیں خراب ہوجائیں گی۔ لی منگ نے جواب دیا میں صرف زندہ خدا کی عبادت کرتا ہوں جو حقیقی خدا ہے۔ میں اس سے دعا مانگوں گا کہ وہ میری فصلوں کو محفوظ رکھے تا کہ تم سب کو پتہ چلے کہ وہی زندہ خدا ہے۔ پھر ٹڈیاں آئیں اور لی منگ کے کھیتوں کو چھوڑ کر سب کھیتوں کی فصلیں خراب کر دیں۔ جب میرے شوہر نے یہ واقعہ سنا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ مزید ثبوت مل جانے پر ہی اس بات کا یقین کریں گے۔ اس لئے وہ گئے اور لی منگ کے پڑوسیوں سے معاملہ کے بارے میں دریافت کیا۔ ان سب نے بتایا اور گواہی دی کہ جب ٹڈیاں آئیں تو لی منگ کی فصلوں کو چھوڑ کر باقی سب کی فصلوں کو وہ چٹ کر گئیں۔ خداوند یسوع نے ریاکاری اور ایمان نہ لانے کے معاملے پر ایک بار یہ کہا کہ، "اے خداوند باپ، آسمان نہ لانے کے معاملے پر ایک بار یہ کہا کہ، "اے خداوند باپ، آسمان و زمین کے مالک، میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تونے یہ باتیں دانائوں اور عقل مندوں سے چھپائیں مگر جھوٹوں پر ظاہر کیں۔"

دوسرا واقعہ ہماری چھوٹی بیٹی گریسی کے بارے میں ہے کہ انہی دنوں وہ کافی شدید بیمار ہوگئی کیونکہ ان علاقوں میں علاج معالجے کی سہولیات مکمل نہ ہونے کے باعث ملیریا بہت عام تھا اور اس کی وجہ سے لوگوں کی تلی کافی بڑھ جاتی تھی اور کئی لوگ جان سے گئے تھے ۔ ہماری بیٹی کے معاملے میں ڈاکٹر نے صاف کہا کہ بچی کی حالت بہت خراب ہوچکی ہے اب کوئی امید باقی نہیں رہی۔ ایک دن ایک چینی خاتون جو کافی دیر سے ایمان لاچکی تھی اپنے چھوٹے بچے کے ساتھ آئی وہ ہماری بیٹی گریسی کی عمر کا بچہ تھا اور اسی بیماری میں بھی مبتلا تھا۔ وہ عورت بہت پریشان اور فکرمند تھی کیونکہ ڈاکٹر نے اسے بھی کہا تھا کہ بچے کے بچنے کی کوئی امید نہیں ۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اگر ہم ڈاکٹر سے درخواست کریں گے تو وہ اس کے بچے کو بچالے گا۔ آخر کار میرے شوہر کو کہنا پڑا کہ اگر ڈاکٹر ہماری بیٹی کو نہیں بچا سکتے تو پھر آپ کے بچے کو بھی نہیں بچا سکتے ۔ ہماری اور آپ کی آخری امید صرف ہمارا خداوند خدا ہی ہے۔ وہ ایک غریب مگر محنتی اور سادہ خاتون تھی۔ مگر اس کا ایمان چھوٹے بچے کی مانند سادہ تھا۔ کچھ ہفتوں بعد وہ عورت دوبارہ آئی اور یہ واقعہ بتایا کہ جب پاسٹر گو فورتھ نے بتایا کہ ہماری حتمی امید صرف خداوند میں ہے تو میں نے اس بات کا یقین کرلیا۔ اور جب میں گھر پہنچی تو اپنے شوہر کو بتایا اور ہم دونوں نے اپنے بچے کو خداوند کے سپرد کیا۔ مجھے مکمل یقین تھا کہ ہمارا بچہ بالکل ٹھیک ہوجائے گا۔ اس لئے ہم نے بالکل صحت مند بچے کی طرح اس کا خیال رکھنا شروع کر دیا۔ اور دو ہی ہفتوں میں وہ بچہ بالکل صحت مند نظر آنے لگا کہ میں اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئی اور ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد بتایا کہ بچے کو کوئی بیماری نہیں۔

اب وہ چینی لڑکا ایک جوان اور طاقتور مرد بن چکا ہے جب کہ ہماری بیٹی گریسی اس بیماری سے جانبر نہ ہوسکی حالانکہ ہم نے اس کے لئے بھی اسی شدت سے دعائیں مانگیں تھیں جس طرح دوسرے بچوں کے لئے مانگیں تھیں۔ پھر بھی وہ کیوں نہ بچ سکی؟ ہم نہیں جانتے۔ البتہ میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ میری زندگی میں اس وقت دوسروں کو جلدی معاف نہ کرنے اور چڑ چڑے پن کی کڑواہٹ موجود تھی۔ اور کسی دعا کو روکنے کے لئے میرے خیال میں یہ باتیں کافی ہوتی ہیں، کئی برس تک میرے ساتھ یہی معاملہ رہا جب تک کہ خداوند نے اسے درست نہ

کیا۔ تب خداوند کے ساتھ چلنے میں مجھے انتہائی آسانی ہوگئی۔

کیا میرے بچے کی زندگی کے بارے میں دعا کا جواب نہ ملنے پر میرے ایمان پر کوئی اثر پڑا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ میرا ایمان خدا کی رضا اور قدرت پر مزید پختہ ہوگیا۔ کیونکہ جب ماں باپ بچے کو کسی بات سے منع کردیتے ہیں تو زیادہ تر بچے بھی سمجھ جاتے ہیں کہ ماں باپ نے اپنی اعلیٰ دانائی میں یہ بات ان کو بتائی ہے اس لئے اسی بات کی درخواست بار بار نہیں کرنا اور کون سی چیز بچوں کو کس وقت دینی ہے اور کس وقت نہیں دینی۔ جو کچھ خدا کرتا ہے ہم ابھی نہیں سمجھتے لیکن بعد میں سمجھیں گے۔

خدا کے عظیم پیار اور رحم کا تجربہ ہم نے اپنی بیٹی کی موت کے وقت کیا۔ ہمیں پہلے سے بتادیا گیا تھا کہ بچی بچ نہ سکے گی۔ نہ صرف یہ بلکہ ہمارے دو بچوں کی موت بھی اسی طرح ہوگئی تھی۔ ایک ایسی ماں جو اس تجربے سے گزری ہے وہ اس تکلیف اور کرب کا صحیح طور پر اندازہ کرسکتی ہے کہ یہ تکلیف کتنی بھیانک ہے اور یہ حالت اور بیماری باقی بچوں پر بھی آسکتی ہے۔

ایک شام جب میں اپنی بیٹی کی دیکھ بھال کررہی تھی تو اس نے بڑے فیصلہ کن انداز میں کہا کہ میں اس کے والد کو بلاؤں جو آرام کر رہے تھے۔ میری ایک دوست اور ہم خدمت بہن بھی میرے ساتھ تھی۔ میں نے بیٹی کو ٹالنے کے غرض سے بہانے بنانے کی کوشش کی مگر وہ بضد تھی اس لئے میں جاکر اس کے والد کو لے آئی اور انہیں کہا کہ آپ بچی کی بات سن لیں وہ آپ کو بلارہی ہے۔ وہ فوراً سے اٹھے اور گریسی کے پاس پہنچے اور میں دوسرے کمرے میں جاکر خداوند کے حضور گڑگڑانے لگی کہ خداوند گریسی پر رحم فرمائے اور وہ صحت سلامتی پائے اور اگر خداوند کی مرضی ہے کہ گریسی کو اپنے پاس بلائے تو پھر اسے بغیر تکلیف کے اس دنیا سے رخصت کراور اپنے پاس بلالے۔ جیسے ہی میں نے دعا میں یہ الفاظ کہے میرے دل و دماغ اور سوچ میں گہرا اطمینان اور سکون اتر گیا۔ اور مجھے لگا کہ جیسے کسی نے کہا، ''کہ وہ کہہ نہ چکیں گے تو میں ان کی سن لوں گا۔''

میں فوراً اٹھی اور گریسی کے کمرے کی طرف جانے لگی تو میری دوست باہر آئی اور مجھے کہنے لگی کہ گریسی یسوع کے پاس چلی گئی ہے۔ جس دوران میں دعا مانگ رہی تھی۔ تب گریسی نے اپنے باپ

کے بازوؤں میں کچھ لمحے گزارے اور اپنی پیاری سی مسکراہٹ سے باپ کو دیکھا اور پھر خاموشی سے آنکھیں بند کرلیں اور ساتھ ہی سانس لینا بھی بند کر دیا۔کوئی الجھن، کوئی تکلیف نہیں بلکہ مکمل اطمینان اور سکون اس کے چہرے پر پھیل گیا تھا۔گریسی کی وفات کے بعد مشکلات کے گہرے بادل ہمارے سروں پر منڈلانے لگے تھے 1900ء کی گرمیوں میں جا کر وہ پورے زور شور سے ہم پر برسے اور اس کے بعد موسم سرما بھی ہمارے لئے کئی طرح کے خطرات اور مصائب سے گھرا ہوا تھا۔اسی سلسلے میں ایک بار ہزاروں افراد ہمارے گھر یعنی مشن اسٹیشن میں جمع ہوگئے اور مکمل طور پر شرارت کے ارادے سے آئے ہوئے تھے میرے شوہر اور دوسرے مشنری بھائی اندر اور باہر لوگوں کو دیکھ رہے تھے اور ہم تمام خواتین اور بچے اندر کے کمروں میں ہی محدود ہوکر رہ گئے اسی طرح تمام دن گزر گیا۔اور بخیریت گزر گیا۔کس نے انہیں مذموم ارادوں سے روکے رکھا؟ صرف خدا کا فضل ہی تھا۔جس نے ایمان سے بھرپور دعاؤں کو سنا اور جواب دیا تھا۔ اسی نے دشمنوں کی شرارت کو نیست کر دیا تھا۔ہم اس وقت تو نہیں جانتے تھے کہ خدا ہمیں ابتدائی دنوں سے ہی بڑے مسائل کا سامنا کرنے کے لئے تیار کر رہا تھا جو ہماری زندگی میں آنے والے تھے۔

۵۔ باکسروں سے ہمارا چھٹکارا (1900ء)

”خدا ہمارے لئے چھڑانے والا خدا ہے۔“ (زبور 20:68)

”چنانچہ اسی نے ہم کو ایسی بڑی ہلاکت سے چھڑایا اور چھڑائے گا اور ہم کو اس سے یہ امید ہے کہ آگے کو بھی چھڑاتا رہے گا۔“ (2۔کرنتھیوں 10:1)

جب ظلمات کے بادل ہم پر منڈلانے لگے اور تاریکی گہری ہونے لگی تو خدا نے کس طرح ہمیں ان سے چھڑایا اور چھڑاتا رہا۔آیئے ان کے بارے میں تھوڑا آپ کو آگاہ کرتی ہوں۔

ہمارے ملک میں ہم سے بارہا ان واقعات کی گواہی پوچھی جاتی جب چین میں باکسر (مکے باز) کافی بڑھنے لگے اور مشنریوں اور مسیحیوں کے لئے وبال جان بن گئے تھے۔ہم سے اکثر یہ سوال کیا جاتا کہ کیا وہ خدا کی ہی قدرت تھی جس نے بہت سے دوسرے مشنریوں کو تو ہلاک ہونے دیا مگر آپ لوگوں کو بچا لیا؟ دوسروں کو خدا نے درندگی سے کیوں ہلاک ہونے دیا؟

کچھ عرصے تک تو یہ سوال مجھے پریشان کرتا رہا اور میں سوچتی کہ آخر ایسا ہی کیوں ہوا؟ ایک دن جب میں اس معاملے میں خداوند سے مدد مانگ رہی تھی اور کلام خدا سے راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھی تو میری توجہ اعمال 12 کی طرف گئی۔ وہاں مجھے جواب مل گیا۔ دوسری آیت میں بتایا گیا ہے کہ یعقوب کو تلوار کی دھار سے قتل کر دیا گیا مگر باقی پورا باب ہمیں یہ تفصیل بتاتا ہے کہ پطرس کو کیسے عجیب انداز میں بچالیا گیا اور اس کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ پطرس کے لئے دعا کرنے والے بہت ہیں۔ اس لئے جب خداوند سب کچھ ظاہر کر دے گا تب ہمیں سمجھ آئے گا کہ ہماری رہائی کے لئے دعا نے بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ جب کینیڈا میں ہماری مقامی کلیسیا کو ہمارے حالات کے بارے میں پہلا تار ملا۔ تو ہمیں جواباً یہ بتایا گیا کہ تمام جماعتوں کے مسیحی لوگ مل کر آپ سب کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ مشنری جماعتوں کے لئے جو چین میں رسالتی خدمت سرانجام دے رہی تھیں۔

سب سے زیادہ متحدہ طور پر شفاعتی دعائیں مانگی جارہی تھیں۔ بعد میں ہمیں بتایا گیا کہ ہمارا پہلا تار ملنے سے لے کر ہمارے محفوظ ہوجانے کے دوسرے تار کے ملنے تک پورے کینیڈا میں ہم سب کے لئے مسلسل دعائیں مانگی جاتی رہیں اور ایسا کئی ہفتوں تک مسلسل ہوتا رہا۔ یوں کچھ مشنریوں کے قتل کیے جانے اور کچھ کی زندگیاں بچائے جانے میں بھی خدا کا جلال ظاہر ہورہا تھا اور خدا کا عظیم مقصد پورا ہورہا تھا۔ یہ بات واقع سچ ہے کہ شہیدوں کا لہو کلیسیاء کا بیج ہے۔

خطرات کا سامنا کرنے اور ان سے بچائے جانے میں بہت سے واقعات ایسے تھے جو مجھے پہلے بتا دیے گئے تھے اور اب جیسے جیسے ان حالات سے گزر رہے تھے وہ واقعات مجھے یاد آرہے تھے۔

وہ جون 1895ء کا واقعہ ہے جس کا گہرا تعلق 1900ء کے شدید خطرات سے تھا۔ میں اپنے چار بچوں کو لے کر کینیڈا سے چین شوہر کے پاس جانے کے لئے تیاری کر رہی تھی کہ ہمیں ایک تار ملا جس میں بتایا گیا تھا کہ چین میں ایک مشنری جوڑے مسٹر اور مسز اسٹیورٹ اور کئی اور مشنری بھائیوں کو بیدردی سے قتل کر دیا گیا تھا۔ شدید غم اور افسوس کی لہر چین میں موجود مشنریوں کے لئے ہر طرف پھیل گئی تھی۔ بہت سے لوگوں نے مجھے یہ کہا کہ میں ان حالات میں بچوں کو لے کر چین نہ جاؤں بلکہ تھوڑا

عرصہ ٹھہر جاؤں مگر میں نے یہ محسوس کیا کہ ہمیں اپنے پہلے ارادے پر ہی قائم رہنا چاہیے اور پھر کچھ دن کے بعد ہم ٹورانٹو کینیڈا کے یونین اسٹیشن پر تھے اور بہت سے ہم خدمت ساتھی ہمیں خدا حافظ کہنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ جب ٹرین چلنے ہی والی تھی تو ایک خاتون جلدی سے آگے بڑھ کر ہماری کھڑکی کے پاس آئیں اور کہا کہ آپ مجھے نہیں جانتیں لیکن میں آپ کو جانتی ہوں اس لئے میں خداوند سے دعا مانگ رہی تھی کہ وہ آپ کے لئے مجھے کوئی وعدہ عطا کرے اور وہ وعدہ یہ ہے، اس نے ایک پرچی مجھے تھمادی۔ میں نے وہ پرچی کھولی اور پڑھا تو لکھا تھا کہ "کوئی ہتھیار جو تیرے خلاف بنایا جائے وہ کام نہ آئے گا۔" (یسعیاہ 17:54) میں نے بھی اسی وقت وہ وعدہ خدا کے حضور رکھ دیا اور دل سے پکارا کہ وہ اس وعدے کو میرے لئے اور میرے پیاروں کے لئے ضرور پورا کرے اور جیسے ہی میں نے یہ دعا مانگی مجھے فوراً یقین دہانی مل گئی کہ خداوند نے سن لیا ہے۔ ہم 1899ء اور 1900ء کی سردیوں کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ خطرات کے گھنے بادل چاروں اطراف سے ہماری طرف بڑھ رہے تھے اور ہر طرف خوفناک طوفان کا پیش خیمہ تھا۔ رسالتی جماعت ہونے کے ناطے ہم سب خطرات سے گھرے ہوئے تھے اور ہم نے اپنے آپ کو خدا کے حضور مسلسل رکھ دیا تھا۔ لوگ اس طرح سے ہمارے خلاف ہوگئے تھے کہ کوئی معمولی بات بھی انہیں بھڑکانے کے لئے کافی تھی۔ 1899ء میں حکومت کافی مسائل سے دوچار ہوگئی اور جتنے بھی غیر ملکی چین میں تھے ان کے لئے صورتحال انتہائی سنجیدہ ہوچکی تھی لیکن جو کچھ 1900ء کی گرمیوں میں ہوا وہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔

خطرات کا اندازہ اس وقت ہونا شروع ہوگیا تھا جب ہمارے خطوط لانے اور لے جانے والوں کو روک دیا گیا اور ہمارے خطوط ہمارے پاس واپس آگئے اور ہمارا رابطہ بیرونی دنیا سے بالکل منقطع ہوگیا۔ ہمیں مکمل طور پر چینی لوگوں کی الٹی سیدھی افواہوں پر بھروسہ کرنا پڑ رہا تھا۔ ہمارے اردگرد صورتحال دن بدن مخدوش ہوتی جارہی تھی۔ روزانہ لوگ بڑے بڑے ڈرم بجاتے اور بارش کے لئے شور مچاتے رہتے۔ ان دنوں کی خوفناکی میں بھلا نہیں سکتی اور اس کے ساتھ ہی بیماری اور موت نے ہمارے گھر میں قدم رکھ دیا۔ 19 جون کو ہماری بڑی

بیٹی فلورنس ایک ہفتہ شدید تکلیف میں گزارنے کے بعد تکلیف سے آزاد ہوگئی اور اسی دوران چین کے علاقے شیفو میں موجود امریکی کونسل خانے سے ہمیں تاکیدی اطلاع بھیجی گئی کہ فوراً اس علاقے سے نقل مکانی کر جائیں اور ابھی یہ اطلاع ملی ہی تھی کہ دوسری اطلاع پہنچی کہ اپنی جانیں بچا کر صرف بھاگ جائیں چاہے کچھ سامان ساتھ نہ بھی لے جاسکیں تو کوئی مسئلہ نہیں۔ اب سوال یہ تھا کہ ہم بھاگ کر جائیں تو جائیں کہاں؟ ہمارا عام راستہ تو کشتی کے ذریعے دو ہفتوں کا ٹی این جن تک کا سفر تھا اور وہ راستہ بند ہو چکا تھا تمام راستوں میں قاتل باکسر موجود تھے اور ٹی این جن کا تو سمجھو کہ محاصرہ کیا جاچکا تھا۔ اب ہمارے پاس صرف ایک ہی راستہ بچا تھا جو جنوب کی جانب چودہ دن بیل گاڑی کا سفر فین چینگ کی طرف تھا پھر وہاں سے دس دن کشتی کا سفر ہین کاؤ کی طرف تھا۔ ہم نے اس سفر کا آغاز کر دیا سورج کی چلچلاتی دھوپ اور شدید گرمی اور بچے بھی بیمار ساتھ ہی راستے میں حملے کا شدید خطرہ الگ تھا۔ ہم تو بخوشی وہاں رہنے کو تیار تھے مگر چینی مسیحی ہمیں زور دے کر وہاں سے جانے کا کہہ رہے تھے اور یہ بھی کہ ہمارے وہاں رہتے ہوئے ایسا کرنا ان کے لئے مشکل ہو جائے گا۔

ہماری دو بیٹیوں فلورنس اور گریسی کے انتقال کر جانے کے بعد اب ہمارے پاس چار بچے تھے جن میں پال نو برس کا، ہیلن چھ برس کی، روت تین برس سے کم اور والس ابھی آٹھ ماہ کا تھا۔ اور ان کی دیکھ بھال کرنے والی وفادار چینی خاتون جس نے اپنی اسی برس کی بوڑھی والدہ کو ہماری خاطر بھائی کے پاس چھوڑا۔ اور ہم لوگ کل پانچ مرد، چھ خواتین اور پانچ بچوں کے ساتھ چند نوکر اور بیل گاڑیاں چلانے والے افراد تھے۔ آغاز میں ہمیں کافی مشکلات کا سامنا تھا گاڑیاں حاصل کرنا اور وفادار لوگوں کو ساتھ لے کر جانا سب کچھ خدا نے ایک ایک کر کے مہیا کر دیا اور خدا نے ہمارے لئے راستہ بھی فراہم کر دیا تھا۔ ہم لوگ مسلسل دعا کرتے جاتے اور سفر کرتے جارہے تھے۔ خدا نے ہمارے بچاؤ کے کافی نشانات ظاہر کیے تھے اور سب زبردست نشان سفر کے آغاز میں ملا تھا۔ ہمارے سفر سے ایک دن قبل شام کے وقت ایک پیغام رساں انتہائی برق رفتاری سے سفر کرتا ہوا یہ بتا کر گیا کہ اس وقت کی شہنشاہ ڈاؤ گیر تھی جس نے حکم جاری کیا کہ دارالحکومت میں موجود اور وہاں آنے والے تمام

غیر ملکیوں کو قتل کر دیا جائے۔ یہ حکم نامہ شاہی تھا اور مہر بند تھا لیکن خداوند کے فضل سے ہم تک اطلاع پہنچ گئی پہلے ہم براہِ راست جنوب کی طرف سفر کرنے والے تھے جس کے لئے ہمیں دالکومت میں سے ہوکر پہنچنا پڑتا مگر اب ہم نے مغرب کی طرف سے سفر کرنے کا منصوبہ بنا لیا حالانکہ اس سے ہمارا سفر پہلے کی نسبت کافی طویل ہو گیا۔

ہم نے 28 جون 1900ء کو بہت سویرے اپنے سفر کا آغاز کیا اور چینگ ٹے ہو سے نکل پڑے۔ دو دنوں کے سفر کے بعد ہم وئی ہوئی فو شہر پہنچے تو ہمارے سرائے پر ایک بڑے ہجوم نے حملہ کرنے کی کوشش کی مگر ہم سب دعا میں مشغول رہے تو وہ ہجوم خود بخود ہی بکھر گیا اور ہم محفوظ رہے۔ ہم جلد ہی وہاں سے چل پڑے اور 1 جولائی کو ہم یلو دریا کے شمالی کنارے پر پہنچ گئے اور وہ اتوار کی سہہ پہر تھی اس لئے ہم نے تھوڑی درختوں کے نیچے آرام کیا اور تھوڑا سوچا کہ ہمارے بہت سے قریبی دوست اور ہم خدمت مشنری ظالم باکسروں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر چکے تھے۔ سورج غروب ہو رہا تھا جب ہم کشتی کے ذریعے دریا کے دوسرے یعنی جنوبی کنارے پہنچے تو وہاں پر بہت سے مشنری اور کافی انجنیئر ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ ان انجنیئر ز کے پاس کافی اسلحہ تھا اس لئے وہ بآسانی کہیں آ جاسکتے تھے۔ تب فیصلہ یہ کیا گیا کہ سب ساتھ رہیں تو محفوظ رہیں گے مگر درحقیقت وہ گروہ صرف اپنی فکر میں ہی مگن تھا ہم البتہ ساتھ ساتھ ضرور چل رہے تھے۔ ہر گزرنے والا دن پہلے سے زیادہ مشکل محسوس ہو رہا تھا، گرمی بہت شدید تھی اور دس سے بارہ گھنٹے ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر بیل گاڑیوں میں سفر کرنے کے بعد ہموار زمین بھی کافی آرام دہ اور نرم محسوس ہوتی تھی۔ اس دوران ایک دن جب میرے شوہر ہمارے سروں کے کپڑوں کے لئے تازہ پانی لینے اترے تو ایک ہجوم ان کے گرد جمع ہو گیا اور چلانے لگا، اسے قتل کرو، قتل کرو۔ باقی تمام بیل گاڑیاں ہم سے آگے تھیں اور گاڑی چلانے والا میرے شوہر کے لئے انتظار نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ کافی ڈرا ہوا تھا۔ لیکن پھر کچھ ہی دیر میں میرے شوہر واپس ہمارے پاس آ گئے تو گاڑی چلانے والا حیران رہ گیا اور ہم نے بھی اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور مسلسل دعا میں مشغول رہے۔ پھر 7 جولائی کی شام تک ایسے ہی اکا دکا واقعات ہوئے اور ہم ہسنٹن نامی قصبے میں پہنچ گئے۔ ہم نے رستے میں خبر

سن لی تھی کہ ملک بھر میں رومن کاتھولک کے خلاف کاروائی جاری ہے۔ جیسے ہی ہم سرائے میں پہنچے تو انجنیئر اوران کے ساتھ مشنریوں نے ہمیں آگاہ کیا کہ وہ ہم سے الگ ہوکر نانک پانگ فو شہر میں جارہے ہیں اور ہمارے ساتھ دومحافظ اوران کے دوچھکڑے بھی چھوڑ کر جارہے ہیں۔ میرے شوہر نہیں چاہتے تھے کہ وہ لوگ جائیں کیونکہ ہمارے لئے خطرہ کافی بڑھ جائے گا۔ یہی ہوا۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہی ہمارے سرائے کے اردگرد ایک بڑا ہجوم جمع ہوگیا مگر سرائے کے دروازے سامنے بیل گاڑیاں تھیں اس لئے وہ اندر تو نہ آسکے مگر تقریباً ساری رات پتھر برساتے رہے اور پیسوں کی مانگ کرتے رہے۔ ہم ساری رات دعا کرتے رہے اور ایک پل کے لئے بھی سو نہ سکے۔ ہم نے فوری طور پر ایک پیامبر کو آگے جانے والے انجنیئر زاوران کی گروہ کے پاس بھیجا کہ وہ لوگ واپس آئیں۔ وہ پیامبر صبح سویرے واپس آیا اور بتایا کہ اسے وہاں سی کسی طرح کی کوئی مدد نہیں ملی اس لئے ہمیں خود ہی آگے بڑھنا ہے۔ جب گاڑیاں چلانے والو نے سنا تو ان کے دل بیٹھ گئے اور ان کو گاڑیاں تیار کرنے کے لئے منانا مشکل ہوگیا۔ اس دوران ہجوم مزید بڑھ گیا تھا مگر خاموش بھی تھا کیونکہ ہم دروازے میں موجود درزوں سے دیکھ سکتے تھے۔ ہمیں آنے والے خطرے کا اندازہ ہورہا تھا لیکن کوئی بھی بات نہیں کررہا تھا۔ کہ شاید ہم سب کو مار ڈالا جائے گا۔ اچانک ہی غیر محسوس انداز میں ایک انجانے سے خوف نے مجھے جکڑ لیا لیکن وہ موت کا خوف نہیں تھا بلکہ شاید اس ایذارسانی اور تشدد کا خوف تھا جو ہم پر آنے والا تھا۔ میں نے سوچا شاید مجھے مسیحی حوصلے کی ضرورت ہے۔ میں نے مدد کے لئے خداوند سے دعا مانگنا شروع کردی مگر کوئی مدد نہیں آئی۔ پھر کسی نے ہمیں کہا کہ گاڑیوں پر سوار ہونے سے پہلے دعا میں اکٹھے جھکتے ہیں۔ میں حیران ہورہی تھی میرا بدن میرا ساتھ نہیں دے رہا تھا میری ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں۔ میں بمشکل چلتے ہوئے دوسروں سے اپنی شرمندگی چھپاتے ہوئے اپنے شوہر کے قریب ایک بنچ پر بیٹھ گئی۔ تو میرے شوہر نے وعدوں بھرا کتابچہ کھولا اور یہ آیت پڑھی:"ابدی خدا تیرے سکونت گاہ ہے اور نیچے دائمی بازو ہیں۔ اس نے غنیم کو تیرے سامنے سے نکال دیا اور کہا ان کو ہلاک کردے۔" (استثناء 33:27-28)

"یعقوب کا خدا ہماری پناہ گاہ ہے" (زبور7:46)

"تو ہی میری بروقت مدد ہے جو دیر نہیں کرتا۔ اے میرے خدا۔"

"میں تیرا دہنا ہاتھ پکڑ کر کہوں گا مت ڈر میں تیری مدد کروں گا۔"

"جب خدا ہماری طرف ہے تو کون ہمارے مخالف ہے؟"

ہمیں دیری سے کہنا ہے کہ " خداوند میرا مددگار ہے میں کسی سے نہیں ڈرنے کا، انسان میرا کیا کرسکتا ہے۔"

ان الفاظ کا مجھ پر ایسا اثر ہوا جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ مجھے اور سب کو یہ محسوس ہوا جیسے خدا ہم سے خود بات کر رہا تھا۔ آج ہم فانی انسانوں نے لافانی خدا کی آواز کو اتنے نزدیک سے سنا اور محسوس کیا تھا۔ کہ یہ خدا کا پیغام ہمارے لئے ہے۔ پہلی آیت سے ہی میری رگوں میں جیسے زندگی سی ڈورنے لگی تھی۔ میرے اندر جان سی آ گئی تھی۔ وہ تمام خوف اور ڈر کہیں غائب ہوگیا تھا۔ خدا کی حضوری ہمارے درمیان محسوس ہورہی تھی کہ ہم سب بالکل بے خوف اور پرسکون ہو چکے تھے۔ دعا کے بعد ہم سب بیل گاڑیوں پر سوار ہوگئے اور ایک ایک کر کے ہجوم سے بھری ہوئی گلیوں میں نکل پڑے، جب ہم شہر کے پھاٹک پر پہنچے تو ہجوم کی وجہ سے روڈ نظر نہیں آ رہا تھا اور وہ سب ہمارا ہی انتظار کر رہے تھے۔ میں نے ابھی شوہر سے کہا ہی تھا کہ ہم کیسے بحفاظت پر ہجوم گلیوں سے نکل آئے ہیں۔ اور جب ہم پھاٹک میں سے گزرنے لگے تو میرے شوہر کا رنگ زرد ہوگیا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ سینکڑوں لوگ ہتھیار اٹھائے ہمارا ہی انتظار کر رہے تھے۔ جیسے ہی ہم پھاٹک سے باہر نکلے انہوں نے ہم پر پتھر برسانے شروع کر دیئے اور جانوروں کا شکار کرنے والوں کی طرح ہماری طرف دوڑ پڑے میرے شوہر نے جلدی سے گاڑی سے چھلانگ لگائی اور زور زور سے چلائے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ لے لو مگر ہمیں قتل نہ کرو۔ مگر اس کا جواب صرف تلوار کا ایک وار تھا۔ اور پھر ہر طرف چیخ وپکار اور بگدڑ مچ گئی اس لئے ہر ایک کے بچنے کی گواہی کو مکمل طور پر بیان کرنا ناممکن ہے کیونکہ ہر کسی نے بعد میں اپنی اپنی گواہی بتائی کہ خدا نے کیسے عظیم معجزانہ طریقے سے رحم کیا اور ہمیں بچایا۔ لیکن میں اپنے شوہر کے تجربے کو ضرور بیان کروں گی۔ ایک شخص نے ان پر تلوار سے وار کیا اور تلوار کی دھار ان

کی گردن سے ٹکرائی جس نے گردن پر نشان چھوڑا مگر کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ نجانے وہ تلوار کیسے ''گند'' نہ ہوتی تو میرے شوہر کا سر اڑانے کے لئے ایک وار کافی تھا۔ اس تلوار نے ان کا سخت ہیلمٹ کے ٹکڑے کر دیے تھے لیکن گردن پر صرف خراش ہی آئی تھی۔ وہ زمین پر گر پڑے اور جیسے ہی گرے انہیں آواز آئی کہ خوف نہ کھا ''وہ تمہارے لئے دعا کر رہے ہیں۔'' ابھی وہ اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش ہی کر رہے تھے کہ ان پر لاٹھی سے وار کیا گیا اور جب وہ دوبارہ گرے تو انہوں نے ایک گھوڑے کو انتہائی تیزی سے اپنی طرف آتے دیکھا اور پھر وہ گھوڑا گرا اور جیسے میرے شوہر اور مارنے والوں کے درمیان آ گیا، اس کی دم جیسے ان کو چھو رہی تھی۔ اسی وقت انہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی ان کی طرف آ رہا تھا جیسے وہ حملہ کرے گا مگر اس نے قریب آتے ہی کہا کہ اپنی بیل گاڑیاں چھوڑ کر چلے جاؤ۔ اسی وقت لوگ سامان لوٹنے کے لئے گاڑیوں کی طرف بڑھے مگر حملہ کرنے والوں نے سوچا کہ مال غنیمت تو ان کا حق ہے اس لئے وہ حملہ کرنا چھوڑ کر سامان لوٹنے کی طرف چل پڑے۔ بہت سے خوفناک چہروں والے افراد میری گاڑی پر چڑھ آئے۔ ایک نے ہمارے چھوٹے بچے پر حملہ کیا مگر میں نے تکیہ آگے کر دیا اور بچے کے ماتھے پر صرف ایک ہلکی سی خراش ہی آئی پھر انہوں نے تلواریں پھینک دیں اور سامان پر ٹوٹ پڑے۔ بھاری صندوق کھول دیے گئے اور تمام سامان وہ لوٹ کر لے گئے۔ اسی وقت ایک خوفناک آدمی نے پیچھے سے ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کی جو صرف ایک انچ کے فاصلے سے رہ گیا۔ میں سوچ رہی تھی کہ وہ گاڑی کے سامنے سے آ کر بھی حملہ کریگا مگر ایسا نہیں ہوا۔ میں نے دیکھا کہ میرے شوہر مسٹر گوفورتھ اپنے خون میں لت پت زمین پر پڑے ہوئے تھے اور بے حس و حرکت تھے اس لئے ان کو مردہ سمجھ لیا گیا تھا۔ میرا دل بیٹھ رہا تھا لیکن ایک تسلی بھی تھی۔ پھر ہمارا بڑا بیٹا پال تیزی سے بھاگتا ہوا تلواروں سے بچتا ہوا میرے پاس پہنچا کیونکہ وہ دوسری گاڑی میں تھا۔ ایک لمحے کے بعد میرے شوہر گاڑی کے پاس پہنچے اور تیزی سے بولے جلدی سے نیچے اترو کیونکہ ہمیں جلدی یہاں سے نکلنا ہے۔ ان سے کھڑا ہونا مشکل تھا۔ لیکن میں ان کو صحیح دیکھ کر خوشی سے خدا کی شکر گزاری کر رہی تھی۔ جب میں گاڑی سے اتر رہی تھی۔ ایک آدمی نے میرا ہیٹ اور جوتا چھین

لیا لیکن ہمیں جانے دیا۔ روت کہیں دکھائی دے رہی تھی وہ دوسرے مشنریوں کی گاڑی میں تھی۔ مجھے اندازہ تھا کہ میرے شوہر زیادہ دیر چل نہیں پائیں گے ان کی طاقت خون بہنے کی وجہ سے کم ہو رہی تھی ۔ اور آدمی ہمارا پیچھا کر رہے تھے۔ تو میں نے چھوٹا بیٹا ان کو تھما کر کہا کہ وہ بچوں کے ساتھ آگے چلیں اور میں نے پیچھے مڑ کر لوگوں سے کہا کہ ہمارے بچوں پر رحم کریں۔ وہ لوگ رک گئے اور میری بات سنی تب ان کے لیڈر نے کہا ہم نے اس کے شوہر کو مار دیا ہے اسکو جانے دو۔ اور پھر وہ لوگ واپس گاڑیوں کی طرف بھاگ گئے۔ گزشتہ دو دن سے ہم پر کئی بار پتھر برسائے تھے اس لئے ہماری رنگت سیاہ سی ہوگئی تھی۔ تھوڑی ہی دور ہمیں ایک گاؤں نظر آیا اور ہم نے دعا مانگنا شروع کر دی کہ خداوند تو لوگوں کے دل کھولنا کہ وہ ہمیں قبول کر لیں۔ ہماری کوشش تھی کہ جلد از جلد گاؤں پہنچ جائیں۔ جب ہم گاؤں کے نزدیک پہنچے تو لوگ باہر نکل آئے ہمیں گاؤں سے دور رہنے کو کہا مگر میں نے ان کی منت کی کہ ہماری مدد کریں اس دوران مسٹر گوفورتھ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ میں نے چھوٹے بچے کو ایک بوڑھی عورت کے حوالے کیا اور شوہر کے قریب گھٹنوں کے بل جھک گئی۔ بچے بری طرح سے رو رہے تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے شوہر مر رہے ہیں۔ گاؤں سے جو عورتیں باہر آئیں وہ بھی اب بچوں کو دیکھ کر رونا شروع ہو گئیں اور تبھی وہاں کے مرد بھی جلدی جلدی ہماری مدد کرنے کے لئے آگے بڑھے اور کوئی دوا زخموں پر لگانے کے لئے لے آئے اور کہنے لگے ہم آپ لوگوں کو بچائیں گے۔ جیسے ہی اس دوا کو زخموں پر لگایا خون بہنا بند ہو گیا۔ اس آدمی نے جو دوا لایا تھا میرے ساتھ مل کر زخموں پر پٹیاں باندھیں جو ہمارے پاس کچھ فالتو کپڑے بچوں کے آ گئے تھے ان کو پٹیوں کے طور پر استعمال کیا گیا۔ انہوں نے میرے شوہر کو اٹھایا اور ہم ان کے پیچھے ایک جھونپڑی میں پہنچائے گئے وہاں انہوں نے میرے شوہر کو پتوں اور چھڑیوں کے بستر پر لٹا کر باندھ دیا تا کہ وہ ہل کر زخم نہ خراب کر لیں، گرم پانی سے ہمارے زخم دھوئے گئے۔ کھانا اور پانی ہمیں دیا گیا اور باہر وہ لوگ مل کر منصوبہ بنا رہے تھے کہ ہمیں کیسے بچائیں۔ ہم نے انہیں بتایا کہ ہمارے ساتھی زخمی ہوئے ہیں اور پھر روت کا بھی پتہ نہیں تھا تو انہوں نے سب کا پتہ لگانے کے لئے آدمی روانہ کر دیئے۔